صرف احمدی نوجوانوں کے لئے

ماہنامہ خالد ربوہ

مئی ۱۹۹۲ء

ایڈیٹر
سید مبشر احمد ایاز

یک لخت بھری بزم سے یہ کون اُٹھا ہے

"جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے"
مغموم و حزیں دِل کے دھڑکنے کی صدا ہے

یوں چھوڑ کے ہنستے ہوئے چہروں پہ اُداسی
یک لخت بھری بزم سے یہ کون اُٹھا ہے

تنہائی میں یہ یاد ہی ہو سکتی ہے ورنہ
یہ کون مِرے کان میں کچھ بول رہا ہے

کیا کم تھی دِلوں پہ غمِ ہجراں کی گرانی
جو ایک نیا درد ہمیں آج ملا ہے

گاتا ہے تِرے درد کی شدّت کے ترانے
مجبور تبسّم جو ترے لَب پہ سجا ہے

ہے ہم کو بھی احساس تِری حالتِ دِل کا
تیرے لَبِ خاموش نے سب حال کہا ہے

طاقت تو نہیں حال رقم کرنے کی آصف
پر شدّتِ جذبات نے مجبور کیا ہے

قراردادِ تعزیت ــــــ حرم محترم حضرت سیدنا خلیفۃ المسیح الرابع

اَیَّدَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِنَصْرِہِ الْعَزِیْز

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کے جملہ اراکین اور عہدیداران (جن کے نمائندہ قائدین اضلاع، علاقہ نیز مہتممین کرام اس اجلاس میں شامل ہیں) اپنے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترمہ حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے انتقال پرملال پر گہرے صدمے، نمناک آنکھوں اور فگار دلوں کے ساتھ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن کہتے ہیں۔ اپنے رب کی رضا پر سرِ تسلیم خم کرتے ہیں اور دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیّدہ موصوفہ کو مغفرت کی چادر میں ڈھانپ لے اور آپ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

حضرت سیّدہ آصفہ بیگم صاحبہ صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب اور صاحبزادی امۃ السلام صاحبہ کی بیٹی، حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کی پوتی اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی نواسی تھیں۔ آپ کی والدہ حضرت مسیح موعود.... کی زندگی میں ہونے والی پہلی پوتی تھیں جن کو ہاتھوں میں لے کر حضور نے بہت دعائیں کیں۔ حضرت سیدہ مرحومہ 9 دسمبر 57ء میں بعمر 22 سال حضرت سیّدنا مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ کے عقد میں آئیں اور پھر 35 سال تک یہ تعلق کمال وفا اور صدق کے ساتھ نبھایا۔ حقیقت یہ ہے کہ اہلی زندگی میں امام وقت کی رفاقت جہاں ایک عظیم الشان اعزاز ہے وہاں یہ منصب بہت بھاری ذمہ داریاں بھی عائد کرتا ہے۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے سیّدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کو مسند خلافت پر فائز فرمایا تو آپ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اپنے مقدس خاوند کی معین اور مددگار بن گئیں اور ہمارے پیارے امام کو گھریلو فکروں سے آزاد کئے رکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح کے غیر ملکی سفروں میں آپ ہمیشہ حضور کے ہمراہ رہیں اور دنیا بھر کی احمدی بچیوں اور خواتین سے ملاقاتوں اور تقاریر کے ذریعہ تربیت کے مواقع بہم پہنچاتی رہیں۔ 1984ء میں پاکستان سے ہجرت کے تاریخی سفر میں بھی آپ کو حضور کی رفاقت کی سعادت نصیب ہوئی۔ پھر لندن میں غریب الوطنی کے عرصہ قیام میں حضور کی دست راست اور معتمد ساتھی کی ذمہ داری خوب نبھائی۔ اسی طرح 1991ء میں قادیان کے تاریخی جلسہ میں بھی باوجود علالت کے حضور انور کی معیّت میں شرکت کا اعزاز آپ کو حاصل ہوا۔ آپ ایک سادہ منش دردمند دل رکھنے والی اور بہت قانع اور صابر و شاکر خاتون تھیں۔ اپنی تکلیف دہ بیماری بڑی ہمت اور صبر سے برداشت کی اور کبھی کوئی شکوہ کا کلمہ زبان پر نہیں لائیں۔ بلکہ حضور سے دنیا بھر کے بیماروں کے لئے دعا کی درخواست کرتی رہیں۔ شاید ان کی یہی ادا اللہ تعالیٰ کو پسند آئی اور جتنی دعائیں ان کی صبر آزما علالت میں ان کے حق میں ہوئیں بہت کم کسی کے لئے ہوئی ہوں گی اور یقیناً یہ دعائیں مقبول ٹھہر

قال اللہ تعالیٰ

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ. (سورة النور: ۵۶)

ترجمہ: "اللہ تعالیٰ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دیگا۔ جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کر دیگا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے"۔

قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عن حذيفةؓ قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تَكُوْنُ النُّبُوَّةُ فِيْكُمْ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا عَاضًا فَتَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ تَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ مُلْكًا جَبْرِيَّةً فَيَكُوْنُ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَكُوْنَ ثُمَّ يَرْفَعُهَا اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ تَكُوْنُ خِلَافَةٌ عَلٰى مِنْهَاجِ النُّبُوَّةِ ثُمَّ سَكَتَ. (مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

ترجمہ حدیث: "حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور خلافت راشدہ قائم ہوگی۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتہ اندیش بادشاہت قائم ہوگی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے۔ جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہوگی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلمت و ستم کے دور کو ختم کر دیگا۔ اس کے بعد پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے"۔

فرش سے بامِ عرش تک کا سفر اس نے کیا
ماہِ مئی کے نام کو بھی پُر اثر اس نے کیا

اپنے ہاتھوں سے ملایا بتکدوں کو خاک میں
غم کی کالی رات کو نورِ سحر اس نے کیا

اس کی سچائی کو اب تو مان لو اہل زماں
قومِ نصرانی کو دیکھو در بدر اس نے کیا

دیکھتی ہے پَر یہ دنیا مانتی ہر گز نہیں
کوہِ تقوی کی بلند چوٹی کو سَر اس نے کیا

آج آصف دل اسی کی یاد سے معمور ہے
آج ہر ایک شعر میرا پُر اثر اس نے کیا

(آصف محمود باسط)

صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

دعوۃ الی اللہ کے میدان میں

(مقالہ نگار: مکرم عبدالسمیع خان صاحب)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑے خدا نما اور خدا کی طرف بلانے والے وجود تھے۔ سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 47 میں آپ کو "داعیاً الی اللہ" قرار دینے کے ساتھ ہی "سراجاً منیراً" یعنی چمکتے ہوئے چراغ اور سورج کا لقب بھی عطا فرمایا ہے۔ اس ترتیب میں یہ حکمت بھی نظر آتی ہے کہ اس چراغ سے اور چراغ جلیں گے۔ اس سورج کے طفیل نئے نئے چاند اور ستاروں کی کہکشاں تخلیق کی جائے گی اور دعوت الی اللہ کی وہ لو جو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینہ اطہر میں جل رہی ہے وہ سینہ بسینہ روشن ہوتی چلی جائے گی اور شش جہات اس سے منور ہوں گی۔

اس مضمون کو قرآن کریم کے دیگر مقامات پر نسبتاً زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً سورۃ الذاریات کی ابتدائی آیات میں صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغی جدوجہد کو ہواؤں سے تشبیہ دی گئی ہے اور مرحلہ وار ان کا ذکر کرکے غلبہ حق کی بشارت دی گئی ہے۔ (ذاریات: 1تا6 حاشیہ تفسیر صغیر)

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے اس مقدس امانت کی جس طرح حفاظت کی اور جس طرح نورِ نبوت سے اپنے دلوں کو روشن کیا اور پھر اس کی اشاعت کے لئے کوشاں رہے مذہبی دنیا کی کوئی دوسری تاریخ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

صحابہ رسولؐ کی دعوت الی اللہ کی ایمان افروز داستان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے دعوت الی اللہ کی خاطر ہر نیک راہ اور پاک راستہ اختیار کیا، لیکن ان کا سب سے بڑا ہتھیار ان کا نیک چلن اور قابل رشک کردار تھا۔ خدا کو پاکر انہوں نے خدا کی طرف اس درد سے بلایا کہ دل کھینچے چلے آئے اور دنیا کی سب سے بڑی روحانی جنگ اسلام کے حق میں جیت لی گئی۔ آئیے اس میدان کے بعض نظاروں سے تسکین حاصل کریں۔

چراغ سے چراغ

السابقون الاولون میں سب سے بزرگ نام حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہے۔ جنہوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ جن کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ

وسلم کی پاکیزہ زندگی آپؐ کی صداقت کا سب سے بڑا ثبوت تھی۔

حضرت ابو بکرؓ نے اسلام قبول کرتے ہی مزید چراغ روشن کرنے شروع کر دیئے۔ ان کی تبلیغ سے مسلمان ہونے والوں میں خاص طور پر حضرت عثمانؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ، حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عثمان بن مظعونؓ، حضرت ابو سلمہؓ اور حضرت ارقمؓ کے نام لئے جاتے ہیں۔ ان میں سے پانچ وہ بھی ہیں جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ یہ لوگ جو بعد میں اسلامی عمارت کے ستون قرار دیئے گئے ان کی فتح کے پس منظر میں دلائل کا کوئی انبار نہیں بلکہ حضرت ابو بکرؓ کا کردار اور سیرت نظر آتے ہیں۔ جس کی گواہی مکہ کے ایک بہت معزز رئیس نے قریش مکہ کے مجمع عام میں دی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب حضرت ابو بکر صدیقؓ ہجرت مدینہ سے بہت پہلے رسول اللہؐ کی اجازت سے حبشہ کی طرف ہجرت کر کے جا رہے تھے۔ ان کی ملاقات ابن الدّغنہ سے ہوئی جو عرب میں سیدالقارہ کے لقب سے ممتاز تھا۔ اس نے پوچھا کہاں جاتے ہو۔ فرمایا مجھے میری قوم نے یہاں سے نکال دیا ہے۔ اب زمین میں پھر کر خدا کی عبادت کروں گا۔

اس نے کہا تم جیسا شخص اس سر زمین سے نہیں نکالا جا سکتا اور نہ نکل سکتا ہے۔ تم غریبوں کے ہمدرد ہو۔ صلہ رحمی کرتے ہو۔ قوم کی دیت اور تاوان کا بار اٹھاتے ہو۔ مہمان نوازی کرتے ہو۔ قومی مصائب میں قوم کی اعانت کرتے ہو۔ میں تمہارا ضامن ہوں۔ چلو اور یہیں رہ کر خدا کی عبادت کرو۔ (بخاری کتاب الکفالہ باب جوار ابی بکر الصدیق)

ذرا غور فرمائیے ابن الدغنہ کے الفاظ ہو بہو وہی ہیں جو حضرت خدیجہؓ نے آنحضرتؐ کی خدمت میں پہلی وحی کے وقت عرض کئے تھے اور یہ وہ کردار ہے جو کبھی مغلوب نہیں ہوتا۔

حضرت نعیم بن عبداللہؓ نہایت فیاض صحابی تھے اور ہجرت سے قبل مکہ میں بنو عدی کی بیواؤں اور یتیموں کی پرورش کرتے تھے۔ کفار پر ان کی نیکی کا یہ اثر تھا کہ جب انہوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو تمام کفار نے روک لیا اور کہا کہ جو مذہب چاہو اختیار کرو مگر یہاں سے مت جاؤ۔ اگر کوئی تم سے تعرض کرے گا تو سب سے پہلے ہماری جان تمہارے لئے قربان ہوگی۔ (اسد الغابہ جلد 5 صفحہ 33)

ہجرت سے تھوڑا عرصہ پہلے آنحضرتؐ نے حضرت ابوذر غفاریؓ کو اپنا معلم بنا کر ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ انہوں نے واپس جا کر اسلام کی صدا بلند کی تو نصف قبیلہ اسی وقت مسلمان ہو گیا اور نصف نے کہا ہم حضورؐ کی ہجرت کے بعد اسلام لائیں گے۔ چنانچہ آپؐ مدینہ آئے تو وہ لوگ بھی مشرف بہ اسلام ہو گئے۔ ان کو دیکھ کر قبیلہ اسلم نے بھی اسلام کے سامنے سر جھکا دیا۔ (مسلم کتاب الفضائل باب فضائل ابی ذر جلد 7 صفحہ 154)

حضرت قیس بن یزیدؓ کے اثر سے ان کی قوم مسلمان ہوئی (اسد الغابہ جلد 4 صفحہ 229)

قبیلہ ھمدان عامر بن شہر کی ایمانی قوت سے اسلام لایا (ابو داؤد کتاب الخراج باب فی حکم ارض الیمن)

حضرت علیؓ نے یمن میں اسلام کی اشاعت کی اور حضرت علاء بن عبیداللہ حضرمی نے بحرین میں صداقت کا جھنڈا بلند کیا (فتوح البلدان صفحہ 85)

انگریز مستشرق پروفیسر تھامس آرنلڈ (1864۔ 1930) لکھتے ہیں:

"رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو ابن مرہ کو مسلمان ہونے کے بعد ان کے قبیلہ جہینہ میں دعوت اسلام کے لئے روانہ فرمایا اور وہ اپنی کوششوں میں اس قدر کامیاب ہوئے کہ ایک فرد کے سوا سارا قبیلہ اسلام کی آغوش میں آگیا" (دعوت اسلام صفحہ 53)

حضرت طفیل بن عمرو دوسی کے اثر سے ان کے قبیلہ کے 70، 80 گھرانوں نے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی توفیق پائی (اسد الغابہ جلد3 صفحہ54)

مدینہ کی فتح

انصار میں سے اولاً چھ خوش نصیبوں نے اسلام قبول کیا اور مکہ سے پلٹ کر تبلیغ اسلام کا فرض ادا کرنا شروع کیا اور ان کو اس قدر پھل لگا کہ معمولی عرصہ میں انصار کا کوئی گھر کلمہ توحید کی آواز سے ناآشنا نہ رہا۔

دوسرے سال یعنی 11 نبوی میں بارہ آدمی آئے اور آپؐ کے دستِ مبارک پر بیعت کی جو عقبہ اولیٰ کے نام سے مشہور ہے۔ ان کی درخواست پر حضورؐ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ کو مبلغ کے طور پر روانہ فرمایا جنہوں نے دیگر صحابہ کے ساتھ تبلیغی لحاظ سے ایک طوفان برپا کردیا۔ 12 ھجری میں 72 افراد نے بیعت کی جن میں سے حضورؐ نے 12 نقباء بھی مقرر فرمائے۔

ان لوگوں نے اس قدر جانفشانی سے تبلیغ کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے قبل انصار کے دو قبائل کی بھاری اکثریت مسلمان ہوچکی تھی۔ پس مدینہ کی فتح میں حضرت مصعب بن عمیرؓ اور ان کے ساتھیوں کا کردار مذہب کی تاریخ کا عظیم الشان باب ہے۔

روحانی اسلحہ

نادان دشمن یہ الزام لگاتا ہے کہ صحابہؓ نے تلوار سے اسلام کو پھیلایا ہے مگر وہ یہ نہیں سمجھتے کہ یہ تلوار لوہے کی نہیں خلق نبویؐ اور سیرت محمدیؐ کی تلوار تھی۔ جو صرف عرب کو ہی نہیں تاحد نظر دنیا کو فتح کرتی چلی جاتی تھی اور جس کی الٰہی نوشتوں میں بشارتیں دی گئی تھیں۔

غزوہ بدر کے قیدیوں میں سے کئی ایک اس تلوار کا شکار ہوئے۔ جن کے ساتھ قید میں بہت عمدہ سلوک کیا گیا اور ان کے دل گھائل ہوگئے۔ غزوہ بدر کے قیدیوں سے حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے مشہور مؤرخ سر ولیم میور (1819ء تا 1905ء انگلستان) لکھتے ہیں "محمدؐ کی ہدایت کے ماتحت انصار و مہاجرین نے کفّار کے قیدیوں کے ساتھ بڑی محبت اور مہربانی کا سلوک کیا۔ چنانچہ بعض قیدیوں کی اپنی شہادتیں تاریخ

میں ان الفاظ میں مذکور ہیں کہ

"خدا بھلا کرے مدینہ والوں کا کہ ہم کو وہ سوار کرتے تھے اور خود پیدل چلتے تھے۔ ہم کو گندم کی پکی ہوئی روٹی دیتے تھے اور آپ صرف کھجوریں کھا کر پڑے رہتے تھے۔ اس لئے ہم کو یہ معلوم کر کے تعجب نہ کرنا چاہیئے کہ بعض قیدی اس نیک سلوک کے اثر کے نیچے مسلمان ہو گئے اور ایسے لوگوں کو فوراً آزاد کر دیا گیا....... جو قیدی اسلام نہیں لائے ان پر بھی اس نیک سلوک کا اچھا اثر تھا"۔ (بحوالہ سیرت خاتم النبیین جلد 2 صفحہ 155)

ان قیدیوں میں ایک لڑکا وھب بھی تھا۔ جس کے والد عمیر مکّہ سے اس کو چھڑانے کے بہانے اس نیّت سے مدینہ آئے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتمہ کر دیں۔ مگر اہل مدینہ کی اداؤں نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ اسلام قبول کیا اور واپس جا کر قریش کو دعوتِ اسلام دی اور ان کے اثر سے بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ (اسد الغابہ تذکرہ عمیر بن وھب جلد 4 صفحہ 148۔ سیرۃ ابن ھشام جلد 2 صفحہ 317)

ایک غزوہ میں صحابہ کرامؓ پیاس سے بے تاب ہو کر پانی کی تلاش میں نکلے تو حسن اتفاق سے ایک عورت مل گئی جس کے پاس پانی کا مشکیزہ تھا۔ صحابہ کرامؓ اس کو رسول اللہؐ کی خدمت میں لائے اور آپؐ کی اجازت سے پانی کو استعمال کیا مگر معجزانہ طور پر مشکیزہ کا پانی ہرگز ذرّہ برابر بھی کم نہیں ہوا اور ساتھ ہی حضورؐ نے احساناً معاوضہ بھی عطا فرمایا۔

لیکن صحابہ پر اس عورت کے احسان کا یہ اثر تھا کہ بعد میں جب اس عورت کے گاؤں کے آس پاس حملہ کرتے تھے تو خاص اس کے گھرانے کو چھوڑ دیتے تھے۔ اس پر اس منت پذیری کا یہ اثر ہوا کہ اس نے اپنے تمام خاندان کو قبول اسلام پر آمادہ کیا اور وہ سب مسلمان ہو گئے۔ (بخاری کتاب الغسل باب الصعید الطیب وضوء المسلم)

پاک نمونے

ایرانیوں کا ایک سردار ہرمزان نامی تھا۔ ایرانی جب قادسیہ کے میدان میں شکست کھا کے بھاگے تو اس شخص نے خوزستان کے علاقہ میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ مسلمانوں نے اسے شکست دی تو اس نے اطاعت قبول کر لی مگر کئی دفعہ بغاوت کی۔ یہاں تک کہ آخری بار اس نے شکست کھا کر کہا کہ میں صلح کرتا ہوں شرط یہ ہے کہ مجھے مدینہ میں حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا جائے۔

وعدہ کے مطابق اسے حضرت عمرؓ کے پاس پہنچایا گیا اور حضرت عمرؓ نے اس سے بد عہدی کی وجہ دریافت کی تو کہنے لگا مجھے پیاس لگی ہے۔ پانی لایا گیا تو پیالہ پکڑ کر کہنے لگا آپ مجھے پانی پینے کی حالت میں قتل کر دیں گے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جب تک تم یہ پانی نہ پی لو تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائیگا۔ یہ سنتے ہی اس نے پیالہ ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا میں اسے پیتا ہی نہیں۔ اب آپ مجھے وعدہ کے مطابق قتل نہیں کر سکتے۔

یہ ایک بدیہی امر ہے کہ حضرت عمرؓ کے قول

میں اس قسم کے وعدہ کی کوئی بات نہیں تھی۔ ایک عمومی رنگ میں بات کی گئی جسے دشمن توڑ مروڑ کر فائدہ اٹھا رہا تھا۔ مگر حضرت عمرؓ کا کردار یہ تھا کہ آپؓ نے فرمایا تم نے مجھے دھوکا دیا تھا مگر میں وعدہ خلافی نہیں کروں گا۔ بد عہدی کے مقابلہ میں عہد کی پابندی اور قدرت رکھنے کے باوجود عفو اور احسان کا اتنا گہرا اثر ہوا کہ ہرمزان نے کلمہ توحید پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ (العقد الفرید لابن عبد ربہ جز اول صفحہ 125 کتاب الفریدۃ فی الحروب، باب المکیدۃ فی الحرب)

ایک جنگ میں حضرت علیؓ نے ایک جنگجو کافر کو زیر کر لیا اور پھر تلوار سے اس کی گردن کاٹنے کا ارادہ کر لیا۔ اپنا آخری وقت دیکھ کر کافر نے غیظ و غضب کے عالم میں حضرت علیؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ اس پر حضرت علیؓ نے تلوار پھینک دی اور کافر کو چھوڑ دیا۔ وہ کافر آپ کا رویہ دیکھ کر حیران رہ گیا اور پوچھا یہ عفو و درگزر کا کون سا موقع ہے۔

آپ نے فرمایا تجھ سے میری لڑائی صرف اللہ کی خاطر تھی لیکن تو نے میرے منہ پر تھوک کر مجھے غصہ دلایا اور میرے دل میں ذاتی انتقام کی خواہش پیدا ہو گئی۔ اس طرح میری لڑائی کا مقصد فوت ہو گیا۔ اس لئے میں نے تجھے چھوڑ دیا۔ اس کافر نے شیر خدا کی یہ گفتگو سنی تو اس کے دل سے کفر کی نجاست دور ہو گئی اور وہ مسلمان ہو گیا۔ اسے دیکھ کر اس کے بہت سے رشتہ دار اور ہم قوم بھی اسلام لے آئے۔ (حکایات رومی صفحہ 57)

حضرت علیؓ کی خلافت کے زمانہ میں ان کی ایک گم شدہ زرہ ایک عیسائی کے پاس سے ملی۔ وہ اسے لے کر قاضی شریح کی عدالت میں حاضر ہوئے اور عام آدمی کی طرح بیان دیا کہ یہ زرہ میری ہے۔ مگر ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں تھا اس لئے قاضی نے عیسائی کے حق میں فیصلہ کر دیا اور وہ زرہ لے کر چلتا بنا۔ مگر تھوڑی دیر بعد واپس آیا اور کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ انبیاء کے فیصلے ہیں۔ ایک امیر المومنین مجھے اپنے مقرر کردہ قاضی کی عدالت میں لایا مگر فیصلہ اس کے خلاف ہوا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ زرہ آپ کی ہے اور پھر اس نے اسلام قبول کر لیا۔ حضرت علیؓ نے اس سے کہا کہ اب چونکہ تم مسلمان ہو گئے ہو اس لئے یہ زرہ تمہاری ہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ اس شخص نے جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کے ہمراہ خوارج سے جنگ کرتے ہوئے شہادت پائی۔ (مسلمان حکمران صفحہ 160)

نیکو کار مسافر

اللہ تعالیٰ اشاعت اسلام میں صحابہؓ کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے پیشگوئی کے رنگ میں فرماتا ہے

بِاَیْدِیْ سَفَرَۃٍ کِرَامٍ بَرَرَۃٍ (عبس: 16-17)

یعنی قرآنی شریعت ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جو اعلیٰ درجہ کے نیکوکار ہیں اور صحابہؓ نے اس پیشگوئی کو اپنے عمل سے خوب سچا کر دکھایا

رسول کریمؐ نے اپنے صحابہؓ کو بشارت دی تھی کہ خدا تمہیں مصر پر غالب کریگا۔ مگر ساتھ ہی فرمایا کہ فتح کے بعد وہاں کے باشندوں سے حسنِ سلوک اور احسان

کا معاملہ کرنا کیونکہ میری دادی ہاجرہ وہاں سے تعلق رکھتی تھیں۔ (مسند احمد جلد 5 صفحہ 174)

صحابہؓ نے مصر کو فتح کیا اور اس وصیت پر عمل کیا۔ اور جب وہاں کے پادریوں سے بہت احسان و مروّت کا معاملہ کیا گیا تو انہوں نے متحیر ہو کر وجہ پوچھی تو انہیں بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہمارا مصر سے رِحمی تعلق ہے اس کا خیال رکھنا۔ اسے سن کر پادری نے کہا کہ اتنے صدیوں پرانے اور سینکڑوں میل دور کے رشتہ دار کا خیال سوائے ایک نبی کے اور کوئی نہیں رکھ سکتا اور یہ کہہ کر مسلمان ہو گیا۔ (بحوالہ رفقائے احمد جلد 5 حصہ دوم صفحہ 28)

مصر کا ایک بہت بڑا رئیس شطا نامی مسلمانوں کے اخلاقی محاسن کا گرویدہ ہو کر دو ہزار آدمیوں کے ساتھ حلقہ بگوش اسلام ہو گیا۔ (تاریخ مقریزی بحوالہ سیر الصحابہؓ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 135)

14 ھجری میں جنگ قادسیہ میں ایک ایرانی گرفتار ہو کر آیا۔ اس کو مسلمانوں کی وفاداری، راستبازی اور ہمدردی کا منظر نظر آیا تو بے ساختہ کہنے لگا کہ جب تک تم میں یہ اوصاف موجود ہیں تم شکست نہیں کھا سکتے۔ اب مجھے ایرانیوں سے کوئی سروکار نہیں اور مسلمان ہو گیا۔ (تاریخ طبری جلد سوم صفحہ 30 مطبوعہ 1939ء)

حکمت کے راز

دعوت الی اللہ کی کامیابی کا ایک گر حکمت اور موعظہ حسنہ ہے اور صحابہؓ اس میدان کے خوب شہسوار تھے۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ مدینہ میں تبلیغ کی خدمت سرانجام دے رہے تھے اور حضرت اسعد بن زرارہؓ کے مکان پر رہائش رکھتے تھے۔ حضرت اسعدؓ نے حضرت مصعب بن عمیرؓ سے کہا کہ حضرت سعد بن معاذؓ قبیلہ اوس کے رئیس ہیں۔ ہمارے سخت مخالف ہیں جس کی وجہ سے ان کا قبیلہ اسلام کی طرف توجہ نہیں دیتا۔ ان کو تبلیغ کرنی چاہیئے۔ اگر وہ مسلمان ہو گئے تو دو آدمی بھی کافر نہ رہ سکیں گے۔ چنانچہ سعد بن معاذؓ اور حضرت مصعبؓ کی ملاقات ہوئی تو حضرت مصعبؓ نے کہا کہ میں ایک بات کہنا چاہتا ہوں آپ بیٹھ کر سن لیں۔ ماننے نہ ماننے کا آپ کو اختیار ہے۔ سعد نے منظور کیا تو حضرت مصعبؓ نے اسلام کی حقیقت بیان کی اور قرآن مجید کی چند آیتیں پڑھیں جن کو سن کو سعد بن معاذؓ کلمہ شہادت پکار اٹھے اور مسلمان ہو گئے۔ (سیر الصحابہؓ جلد 3 حصہ دوم صفحہ 13)

عرب میں دستور تھا کہ سردارانِ قبائل خاص طور پر اپنے لئے بت بنوا کر گھروں میں رکھتے اور ان کی عبادت کرتے تھے۔ اس طریقہ کے مطابق مدینہ میں قبیلہ بنو سلمہ کے سردار عمروؓ بن جموح نے ایک لکڑی کا بت بنوا کر گھر میں رکھا ہوا تھا۔ بنو سلمہ کے چند نوجوانوں نے جو مسلمان ہو چکے تھے ان پر بت پرستی کی

حقیقت واضح کرنے اور توحید کی طرف راغب کرنے کے لئے ایک دلچسپ طریقہ اختیار کیا۔ یہ نوجوان جن میں معاذ بن جبلؓ اور معاذ بن عمروؓ شامل تھے رات کو خفیہ طور پر آتے اور گھر والوں کو سوتا پا کر اس بت کو اٹھا لاتے اور باہر گڑھے میں پھینک دیتے تھے۔ صبح کو اٹھ کر عمرو سخت برہم ہوتے اور اپنے خدا کو اٹھا کر اندر لے جاتے۔ نہلاتے اور خوشبو مل کر پھر وہیں رکھ دیتے۔ آخر عاجز آ کر ایک دن بت کی گردن میں تلوار لٹکائی اور کہا مجھے تو پتہ نہیں ورنہ ان لوگوں کی خود خبر لیتا اگر تم کچھ کر سکتے ہو تو کرو۔ یہ تلوار موجود ہے۔ ان لڑکوں کو اب ایک اور چال سوجھی۔ رات کو آ کر بت کو اٹھایا گردن سے تلوار علیحدہ کی اور بت کے ساتھ ایک مرے ہوئے کتے کو باندھ کر کنوئیں پر لٹکا دیا۔ عمرو نے یہ کیفیت دیکھی تو چشم بصیرت روشن ہو گئی اور نوجوانوں کی تبلیغ سے مسلمان ہو گئے۔ (سیرۃ ابن ھشام جلد اول دوم صفحہ 452)

حضرت عبادہؓ بن صامت مکہ سے مسلمان ہو کر پلٹے تو مکان پر پہنچتے ہی والدہ کو مشرف بہ اسلام کیا۔ کعب بن عُجرہ ایک دوست تھے اور ہنوز مسلمان نہ ہوئے تھے۔ ان کے گھر میں ایک بڑا سا بت رکھا تھا۔ حضرت عبادہؓ کو فکر تھی کہ کسی صورت سے یہ گھر بھی شرک سے پاک ہو۔ موقع پا کر اندر گئے اور بت کو توڑ ڈالا۔ کعب کو ہدایت نصیب ہوئی اور وہ جمعیت اسلام میں آ ملے۔ (سیر الصحابہؓ جلد 5 حصہ دوم صفحہ 49)

حضرت ابو طلحہؓ ایک درخت کی عبادت کرتے تھے۔ انہوں نے حضرت ام سلیمؓ سے نکاح کی خواہش کی، تو انہوں نے کہا "ابو طلحہ کیا تمہیں یہ خبر نہیں کہ جس خدا کو تم پوجتے ہو وہ زمین سے اگا ہے"۔ بولے "مجھے معلوم ہوا ہے" بولیں "تو کیا تمہیں ایک درخت کی عبادت سے شرم نہیں آتی"؟ چنانچہ جب تک انہوں نے بت پرستی سے توبہ کر کے کلمہ توحید نہیں پڑھا انہوں نے ان سے نکاح کرنا پسند نہیں کیا اور ابو طلحہ کے اسلام قبول کرنے کو ہی اپنا حق مہر تسلیم کیا۔ (الاصابہ جلد 4 صفحہ 442)

پر خار سفر

یہ تو صحابہؓ کے ذوق و شوق اور جذبہ ایمانی کا ذکر تھا۔ مگر دعوت الی اللہ کی راہ ایک پر خار راہ ہے اور قدم قدم پر مشکلات پیش آتی ہیں لیکن یہ دکھ اہل عشق کے لئے روح کی غذا ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ جب اسلام لائے تو ایک تقریر کے ذریعہ قریش کو اسلام کی دعوت دی۔ کفار نے توحید کی منادی سن کر ان پر حملہ کر دیا اور اس قدر مارا کہ حضرت ابو بکرؓ کے قبیلہ بنو تمیم کو ان کی موت کا یقین آ گیا اور وہ ان کو کپڑے میں لپیٹ کر گھر لے گئے۔ شام کے وقت افاقہ ہوا تو انہوں نے سب سے پہلے رسول کریم کا حال پوچھا اور جب تک حضورؐ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوئے انہیں چین نہیں آیا۔ (اسد الغابہ تذکرہ ام الخیر جلد 5 صفحہ 580)

حضرت ابوذر غفاریؓ نے اسلام قبول کرتے ہی خانہ کعبہ میں اسلام کا اعلان کیا اور دعوت توحید دی تو

دشمنوں نے اس قدر مارا کہ تمام بدن لہولہان ہوگیا۔ (مسلم کتاب الفضائل۔فضائل ابوذر)

حضرت عبداللہؓ بن مسعود نے ایک دن دوسرے صحابہ کے منع کرنے کے باوجود قریش کو سنانے کے لئے قرآن کی چند آیات کی بلند آواز سے تلاوت کی۔ کفار نے اس قدر مارا کہ چہرے پر نشان پڑ گئے۔ مگر انہوں نے صحابہؓ سے کہا کہ اگر اجازت دو تو کل پھر اسی طرح قرآن کی تلاوت کروں۔ (اسد الغابہ تذکرہ عبداللہ بن مسعودؓ)

شان شہادت

اس راہ میں صحابہؓ نے جانی قربانی کی بھی حیرت انگیز مثالیں پیش کیں۔ صفر 4 ھجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل عضل اور قارہ کے نمائندوں کی اس درخواست پر دس مبلغین صحابہؓ کا ایک قافلہ روانہ کیا کہ ہمیں مسلمان بنانے اور ہماری تربیت کے لئے چند افراد ہمارے علاقے میں بھیجے جائیں۔ مگر یہ لوگ جھوٹے اور دغا باز تھے اور ان کے دو سو تیر اندازوں نے مقام رجیع پر ان دس معصوم صحابہؓ کو شہید کر دیا۔ صحابہؓ نے شہادت اس شان سے قبول کی کہ دلوں پر لرزہ طاری کر گئے۔

یہی وہ لوگ تھے جو آخری سانسوں تک حقیقی داعی الی اللہ بنے رہے۔ ان صحابہ میں سے ایک حضرت خبیب بن عدیؓ بھی تھے جن کو دشمنوں نے قید کر لیا تھا اور سولی پر لٹکایا تھا۔ انہوں نے قید کی حالت میں ایسے عالی کردار کا مظاہرہ کیا کہ اس گھر کے فرد انہیں بھول نہیں سکے۔ ایک ایسا موقع آیا کہ استرا ان کے ہاتھ میں تھا اور گھر کا ایک بچہ ان کے قریب چلا گیا۔ بچے کی ماں دور سے دیکھ رہی تھی۔ اس کا تو دل کانپ اٹھا مگر حضرت خبیبؓ نے اس کو تسلی دی اور کہا کہ میں اس کو کوئی نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ وہ عورت جس کا نام ماویہؓ یا ماریہ تھا خبیبؓ کے اعلیٰ اخلاق سے اس قدر متاثر تھی کہ بعد میں مسلمان ہوگئی اور کہا کرتی تھی کہ خبیبؓ کو خدائی رزق عطا ہوتا تھا۔ میں نے انہیں انگور کھاتے دیکھا جب کہ مکہ میں انگوروں کا کوئی نشان نہیں تھا اور خبیبؓ آہنی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوہ الرجیع وسیرۃ ابن ھشام جلد3 صفحہ165)

حضرت خبیبؓ کو جب شہید کیا گیا تو اس مجمع میں ایک شخص سعید بن عامر بھی شریک تھا۔ یہ بھی بعد میں مسلمان ہوگیا اور حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں والی بنایا گیا۔ مگر جب کبھی اسے حضرت خبیبؓ کا دردناک واقعہ اور ان کی جرات مندانہ شہادت یاد آتی تو اس پر غشی کی حالت طاری ہو جاتی تھی۔ (سیرۃ ابن ھشام جلد3 صفحہ 166)

واقعہ رجیع کے تھوڑے عرصہ بعد قبیلہ بنو سُلیم کے شاخ قبائل رعل اور ذکوان نے درخواست کی کہ ہمارے ہاں کچھ مبلغ بھجوائے جائیں۔ حضور نے ستر قاری یعنی قرآن خوان انصار ان کے ساتھ روانہ فرمائے مگر دشمنوں نے انہیں بھی دھوکے کے ساتھ ظالمانہ طور پر شہید کر دیا اور صرف دو صحابہؓ زندہ بچ سکے۔ اسے بئرِ معونہ

کے واقعہ کے طور پر بیان کیا جاتا ہے۔

اس قافلہ کے ایک فرد حضرت حرام بن ملحانؓ کو تو عین اس وقت شہید کیا گیا جب وہ حضورؐ کی طرف سے قبیلہ عامر کے رئیس عامر بن طفیل کو دعوت اسلام دے رہے تھے۔ اس وقت ان کی زبان پر یہ الفاظ تھے "اللہ اکبر فزتُ وربّ الکعبہ اللہ اکبر۔ کعبہ کے رب کی قسم میں نے مراد پالی۔ (بخاری کتاب المغازی غزوہ رجیع و بئرِ معونہ)

درحقیقت اللہ کی طرف بلاتے ہوئے جان دے دینا ہی صحابہؓ کی دلی مراد اور تمنا تھی اور یہی الفاظ منہ سے نکلتے تھے۔

بئرِ معونہ کے موقع پر شہید ہونے والے ان صحابہؓ میں عامر بن فہیرہؓ بھی تھے جنہیں جبار اسلمی نے قتل کیا تھا۔ یہ بعد میں مسلمان ہوگیا اور اپنے مسلمان ہونے کی یہ وجہ بیان کرتا تھا کہ جب میں نے عامرؓ کو شہید کیا تو ان کے منہ سے بے اختیار نکلا فزت واللہِ (یعنی خدا کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا) میں یہ الفاظ سن کر متعجب ہوا کہ مرنے کا اس کی مراد سے کیا تعلق ہے۔ میں نے لوگوں سے اس کی وجہ پوچھی تو معلوم ہوا کہ مسلمان خدا کے رستے میں جان دینے کو سب سے بڑی کامیابی خیال کرتے ہیں۔ اس بات کا میری طبیعت پر ایسا اثر ہوا کہ آخر اسی اثر کے تحت میں مسلمان ہوگیا۔ (زرقانی جلد 2 صفحہ 78) نیز (سیرۃ ابن ہشام جلد 3 صفحہ 187)

عورتیں بھی اس میدان میں پیچھے نہ رہیں۔ حضرت ام شریک کا واقعہ دعوت الی اللہ کے فدائیانہ جذبہ اور جواب میں الٰہی نصرت کی غیر معمولی مثال ہے۔

آپ قبیلہ عامر لوئی سے تعلق رکھتی تھیں اور اسلام قبول کرنے کی توفیق پائی تو مخفی طور پر قریش کی عورتوں کو اسلام کی طرف بلانا شروع کیا۔ قریش کو معلوم ہوا تو انہوں نے قید کرلیا اور کئی دن سخت بھوک اور پیاس کی حالت میں رکھا۔ اس حال میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ام شریک کو غیبی رزق عطا فرمایا اور اس معجزہ سے متاثر ہو کر ان کو قید کرنے والے اسلام لے آئے اور ان کو رہا کردیا۔ (الاصابہ جلد 4 صفحہ 446)

حضرت عروہ بن مسعود ثقفیؓ قبیلہ ثقیف کے سردار اور نہایت ہر دلعزیز تھے۔ غزوہ طائف کے بعد حضور مدینہ کی طرف عازم سفر تھے کہ انہوں نے اسلام قبول کیا اور واپس آکر حضور کی اجازت سے اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دی۔ مگر قوم نے انہیں شہید کردیا۔ (اسد الغابہ تذکرہ عروہ بن مسعودؓ جلد 3 صفحہ 6-4)

بہارِ جاوداں

حضرت عروہؓ شہید ہوگئے مگر ان کا خون رائیگاں نہیں گیا اور ایک وقت آیا کہ ان کا قبیلہ محمد مصطفیٰؐ کے جان نثاروں میں شامل ہوگیا اور آپ کے پسینے کی جگہ اپنا خون بہانے لگا۔

درحقیقت دعوت الی اللہ کی تاریخ کا یہی خلاصہ ہے۔ عشق و وفا کے کھیت خون سینچنے سے ہی پنپتے ہیں۔ پس اسلام کے باغ پر جو بہار آئی وہ رسول کریمؐ کے سچے متبعین کی سچی قربانیوں کا ایک لازمی نتیجہ تھا جو پہلے

براہ راست نبوت کی نگرانی میں اور پھر خلافت راشدہ کے تابع اس خوشبو کو عام کرتے رہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود...... نے صحابہؓ کے اس بیکراں جذبہ اور ان کی کامیابیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ قرار دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"دیکھو کہ اس مرد کی کیسی بلند شان ہے۔ جس نے تھوڑے سے عرصہ میں ہزاروں انسانوں کی اصلاح کی۔ اور فساد سے صلاحیت کی طرف ان کو منتقل کیا۔ یہاں تک کہ ان کا کفر پاش پاش ہوگیا اور صدق اور راستی کے تمام اجزاء بہئیت اجتماعی ان کے وجود میں جمع ہوگئے۔ اور ان کے دلوں میں پرہیزگاری کے نور چمک اٹھے۔ اور ان کی پیشانی کے نقشوں میں محبتِ مولیٰ کے بھید ایک چمکیلی صورت میں نمودار ہوگئے۔ اور ان کی ہمتیں دینی خدمات کے لئے بلند ہوگئیں اور وہ دعوت اسلام کے لئے ممالک شرقیہ اور غربیہ تک پہنچے اور ملت محمدیہ کی اشاعت کے لئے بلاد جنوبیہ اور شمالیہ کی طرف انہوں نے سفر کیا...... اور انہوں نے اپنی کوششوں اور تگ ودو میں کوئی دقیقہ اسلام کے لئے اٹھا نہ رکھا۔ یہاں تک کہ دین کو فارس اور چین اور روم اور شام تک پہنچا دیا۔ اور جہاں جہاں کفر نے اپنا بازو پھیلا رکھا تھا اور شرک نے اپنی تلوار کھینچ رکھی تھی وہیں پہنچے۔ انہوں نے موت کے سامنے سے منہ نہ پھیرا اور ایک بالشت بھی پیچھے نہ ہٹے اگرچہ کاردوں سے ذبح کئے گئے"۔ (نجم الہدیٰ صفحہ 8 روحانی خزائن جلد 14 صفحہ 41 تا 43)

غزل

زیست کا سامان ہر حیوان کو
غم کا کھانا دے دیا انسان کو

گل میں اور بلبل میں باہم دوستی
سوز سے ہے رابطہ انسان کو

بچ نکلنا میرا مشکل ہوگیا
روگ الفت کا لگا ہے جان کو

ہے محبت کے لئے آیا بشر
انس سے پیوند ہے انسان کو

گو ملائک کو ملا رتبہ بڑا
اشرف المخلوق پر انسان کو

ہے حصول علم بیشک لازمی
تم رکھو مدنظر قرآن کو

اور بسمل جب مصیبت آ پڑے
ہاتھ سے ہرگز نہ دو ایمان کو

(مکرم فضل الرحمان صاحب بسمل)

حضرت خلیفۃ المسیح الاول..... کی پہلی تقریر

آج سے انچاس برس قبل 27 مئی 1908ء کو جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت مولانا نورالدین کو خلیفۃ المسیح الاول کے مقام پر فائز فرمایا اور جماعت احمدیہ میں خلافت کا بابرکت نظام قائم ہوا تو آپ نے حاضرالوقت احباب کو مخاطب کر کے ایک نہایت اثر انگیز تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے نظام خلافت کی اہمیت اور اس کے مقام کو واضح فرمایا۔ اس تقریر کے چند اقتباس افادہ احباب کے لئے درج ذیل ہیں۔ بعد کلمہ شہادت و استعاذہ آپ نے آیت ولتکن منکم امت یدعون الی الخیر و ینھون عن المنکر پڑھی اس کے بعد فرمایا "میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے اس کا ایک کام ہوتا ہے۔ جو کرتا ہے۔ جب کر چکتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلاد شام نہیں پہنچے تھے کہ رستہ میں ہی فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیصری و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئی ہیں۔ مگر آپ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دیئے۔ ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کہ کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔

پیشگوئیاں کس طرح پوری ہوا کرتی ہیں

میرے خیال میں یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے۔ پہلے پارہ میں فرمایا کہ تم نے موسیٰ سے پانی مانگا اور ایسا ہی اور جگہ فرمایا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مخاطب وہ لوگ نہ تھے۔ پس خدا کی پیشگوئیاں رنگ برنگی شکلوں میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی سنت ہے کہ بعض مواعید الٰہیہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا یصبکم بعض الذی یعدکم اس بعض الذی پر خوب غور کرو کہ اس میں یہی سر تھا کہ تمام وعدے نبی کی زندگی میں پورے نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (یعد ولا یوفی) یعنی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے مگر پورا نہیں کرتا۔ نادان سمجھتا ہے کہ اس نے وفا نہیں کی۔ حالانکہ مناسب وقت پر وہ وعدہ یا اس کی مثل پورا ہو جاتا ہے۔

مجھے امامت کی خواہش نہیں

میری پچھلی زندگی پر غور کر لو میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہر داری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہر گز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولا مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں۔

اول میاں محمود احمد۔ وہ میرا بھائی بھی ہے میرا بیٹا بھی۔ اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قربت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب......ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خان ہیں......موجودہ حالات میں سوچ لو کہ کیسا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں، بچوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں......اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارتاً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے......

میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے۔ اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ باتیں تمہیں منظور ہوں تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں......

میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں جس نے فرمایا ولتکن منکم امت یدعون الی الخیر یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس (قوم) کا کوئی رئیس نہیں۔ وہ مر چکی"۔ (2 جون 1908ء بحوالہ الفضل 26 مئی 57ء)

حیات نور کا اجمالی خاکہ

(ترتیب و تحریر: اسفندیار منیب صاحب)

قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر حضرت مولانا نورالدین صاحب کی حیات طیبہ کا اجمالی خاکہ سنین کے آئینہ میں پیش خدمت ہے جو تین ادوار پر مشتمل ہے۔

دور اول 1841ء تا 1889ء

بھیرہ ضلع شاہ پور (سرگودھا) کے محلہ معماراں میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی غلام رسول اور والدہ ماجدہ کا نام نور بخت تھا۔

1853ء

اپنے بڑے بھائی سلطان احمد کے پاس لاہور آئے۔

1858ء

راولپنڈی کے نارمل سکول میں داخلہ اور کامیابی۔ چار سال تک ورنیکلر مڈل پنڈ دادنخان کے ہیڈ ماسٹر رہے۔

1865ء

حج بیت اللہ کی سعادت پائی۔ مدینہ میں حضرت شاہ عبدالغنی مجددی کی بیعت کی جو حضرت شاہ ولی اللہ کے فرزند تھے۔

1871ء

آپ کی پہلی شادی محترمہ فاطمہ بی بی بنت مفتی شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی سے ہوئی۔ بھیرہ میں درس و تدریس اور مطب کا آغاز فرمایا۔

1877ء

ریاست جموں و کشمیر میں بطور شاہی طبیب ملازمت کا آغاز فرمایا۔

1879ء

جموں میں درس قرآن اور اشاعت و تصنیف۔ "فصل الخطاب فی مسئلہ فاتحۃ الکتاب"

1881ء

ایک ماہ میں سفر کشمیر کے دوران چودہ پارے حفظ کئے۔ بقیہ سولہ پارے بعد میں حفظ کئے اور یوں اپنے دس بزرگ آباء کے قائم کردہ حفظ قرآن کی روشن روایات کو زندہ رکھا۔

1882ء

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تحریرات پڑھ کر پہلا غائبانہ تعارف

1885ء

قادیان میں پہلی بار آمد۔ دوران سال دو مرتبہ حضرت اقدس سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔

1888ء

حضرت مسیح موعود آپ کی عیادت کی خاطر جموں تشریف لے گئے۔ آپ کی طرف سے "فصل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب" شائع ہوئی۔

1889ء

حضرت صغریٰ بیگم بنت حضرت منشی احمد جان کے ساتھ آپ کا عقد ثانی ہوا۔ 23 مارچ کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی بیعت کر کے اول المبایعین ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ یہیں سے آپ کی زندگی کا دوسرا دور شروع ہوا۔

دور ثانی 1890ء تا 1908ء

"تکذیب براہین احمدیہ" کے جواب میں آپ نے "تصدیق براہین احمدیہ" تصنیف فرمائی۔ آپ کا پہلا فوٹو راجہ امر سنگھ نے لیا جو 1907ء میں منصہ شہود پر آیا۔

1891ء

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے مسئلہ حیات و وفات مسیح پر گفتگو اشاعت تصنیف "ردّ تناسخ" اور پہلے جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت فرمائی۔

1892ء

ریاست جموں و کشمیر میں ملازمت کا خاتمہ۔ بھیرہ واپسی پر شفاخانہ اور عالیشان مکان کی تعمیر کا آغاز۔

1893ء

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی ملاقات کے لئے

قادیان تشریف لائے اور حضرت اقدس کے حکم پر قادیان ہی کے ہو گئے۔ "الدار" میں رہائش اختیار کی اور درس قرآن و حدیث شروع فرمایا۔ حضرت مسیح موعود...... کی شان میں فصیح و بلیغ عربی مضمون اور قصیدہ رقم فرمایا جو کرامات الصادقین میں شائع ہوا۔

1895ء

مقدس چولہ دیکھنے کے لئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی معیت میں ڈیرہ بابا نانک تشریف لے گئے۔

1896ء

سفر بہاولپور اور حضرت خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں شریف سے ملاقات، جلسہ مذاہب عالم لاہور کی صدارت فرمائی۔

1897ء

حضرت اقدس کے ساتھ سفر ملتان۔ مقدمہ مارٹن کلارک کے سلسلہ میں عدالت میں گواہی دی۔ اس وقت آپ کے پر نور سراپا سے متاثر ہو کر کپتان ڈگلس نے یہ تاریخی فقرہ کہا تھا۔

"خدا کی قسم!

اگر یہ شخص کہے کہ میں مسیح موعود ہوں تو میں پہلا شخص ہوں گا جو اس پر پورا پورا غور کرنے کے لئے تیار ہوں گا"۔

1898ء

تعلیم الاسلام ہائی سکول کے اجراء اور تکمیل کے لئے شاندار جدو جہد کی۔ آپ کی بیٹی حفصہ کی شادی حکیم مفتی فضل الرحمٰن سے ہوئی۔ اسی سال دوسری بیٹی امامہ وفات پا گئی۔

1899ء

حضرت اقدس کے ساتھ سفر گورداسپور اور دھاری وال، اور حضرت اقدس کے ساتھ آپ کا پہلا فوٹو لیا گیا۔ میاں عبدالحیٔ کی ولادت ہوئی۔

1900ء

حضرت مسیح موعود...... کا خطبہ الہامیہ قلمبند کرنے کی سعادت پائی۔ علامہ شبلی نعمانی سے خط و کتابت کی اور انہیں دعوت حق دی۔

1901ء

بغرض شہادت سفر سیالکوٹ۔ دوران سفر لاہور

میں عظیم الشان تقاریر فرمائیں۔ آپ کی صاحبزادی امت الحئی کی ولادت جو بعد ازاں 1914ء میں حضرت مصلح موعود کے عقد میں آئیں۔ قرآن مجید کا مکمل ترجمہ فرمایا۔ "خطوط جواب شیعہ ورد نسخ قرآن" تصنیف فرمائی۔

1902ء

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب اور حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کے نکاح پڑھے۔ آپ کا فونوگراف میں وعظ ریکارڈ کیا گیا۔

1903ء

قادیان میں درس قرآن کا آغاز اور تعلیم الاسلام کالج کا افتتاح فرمایا۔ آپ کے صاحبزادہ عبدالقیوم کی ولادت ہوئی۔

1904ء

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے ساتھ سفر لاہور پھر مقدمات کرم دین کے سلسلہ میں گورداسپور اور بعد ازاں سفر سیالکوٹ اختیار فرمایا۔ آپ کی کتاب "نورالدین" اور "رسالہ ابطال الوہیت مسیح" کی اشاعت ہوئی۔

1905ء

حضرت اقدس کے بلاوے پر سفر دلی۔ آپ کی حرم اول اور صاحبزادہ عبدالقیوم کی وفات ہوئی اور میاں عبدالسلام کی ولادت ہوئی۔

1906ء

صدر انجمن احمدیہ کے پہلے صدر مقرر ہوئے اور مسائل نماز کے متعلق "دینیات کا پہلا رسالہ" شائع فرمایا۔ اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب کے نکاح پڑھائے۔ آپ کا رسالہ "مبادی الصرف" شائع ہوا۔

1907ء

آپ کا ترجمہ شدہ پہلا پارہ قرآن شائع ہوا۔ نماز کسوف پڑھائی۔ شدید بیماری بعد ازاں صحت پائی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اور اپنے فرزند میاں عبدالحئی صاحب کے نکاح پڑھائے۔ آریہ سماج وچھووال لاہور کے زیر اہتمام مذاہب کانفرنس میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مضمون پڑھ کر سنایا۔

1908ء

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کا نکاح پڑھایا۔ "مجمع الاخوان" قائم فرمایا۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے بلانے پر لاہور تشریف لے گئے۔ حضرت بانی

سلسلہ عالیہ احمدیہ کا مرض الموت میں علاج فرمایا۔ اور آپ کی وفات حسرت آیات پر جنازہ پڑھایا۔ 27 مئی کو قدرت ثانیہ کے پہلے مظہر کے طور پر آپ مسند امامت پر متمکن ہوئے۔ اور یہاں سے آپ کی زندگی کا تیسرا اور آخری دور شروع ہوا۔

دور ثالث 27 مئی 1908ء تا آخر

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی وفات پر رسالہ "وفات المسیح" تحریر فرمایا۔ بیت المال کا مستقل محکمہ قائم فرمایا اور رمضان میں بیت المبارک میں اعتکاف اور روزانہ تین تین پاروں کا درس القرآن ارشاد فرمایا۔ آپ کے دور کے پہلے جلسہ سالانہ میں تین ہزار احمدیوں نے شرکت کی۔

1909ء

منکرین امامت کے فتنہ کے تدارک کے لئے مجلس مشاورت طلب کی۔ 250 نمائندے شریک ہوئے۔ پنجاب میں اردو کو تعلیمی زبان بنانے کے لئے آپ کی زیر صدارت صدر انجمن احمدیہ نے قرارداد پاس کی۔ عیدالفطر کے روز منصب خلافت کے حق میں زبردست تقریر فرمائی۔

1910ء

آپ نے دارالعلوم میں بیت نور کا سنگ بنیاد رکھ کے محلہ کی آبادی کا آغاز کیا۔ خطبہ جمعہ میں پہلی بار نقیب مقرر کئے گئے۔ احمدی مستورات نے پہلی دفعہ نماز جمعہ میں شرکت کی۔ "الانذار" کے نام سے رسالہ تحریر فرمایا۔ ایک طبی شہادت کے لئے سفر ملتان اختیار کیا اور حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد کو امیر مقامی مقرر فرمایا۔ اسی سال آپ گھوڑے سے گر گئے اور سخت چوٹیں آئیں۔ اپنی جگہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو صدر انجمن احمدیہ کا امیر مجلس مقرر فرمایا۔

1911ء

بیماری میں ایک وصیت تحریر فرمائی جس پر رقم تھا "خلیفہ محمود"۔ 19 مئی بیماری کی رخصت کے بعد بیت اقصیٰ میں پہلا خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے حکومت سے اجازت کی خاطر میموریل کی تحریک فرمائی جو 1913ء میں حکومت نے منظور کرلیا۔ آپ کی اجازت سے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان روانہ ہوگئے۔

1912ء

اپنے حالات و سوانح لکھوائے جو آخر سال میں "مرقاۃ الیقین" کے نام سے شائع ہوئے۔ اسی سال تعلیم الاسلام ہائی سکول کی عمارت کی بنیاد رکھی۔ ڈاکٹر سر محمد اقبال سے خط و کتابت فرمائی۔ سفر لاہور اختیار فرمایا جو آپ کا آخری سفر ثابت ہوا۔

1913ء

بخاری شریف کا درس شروع فرمایا۔ حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیال کو دعوت الی اللہ کے لئے انگلستان بھجوایا۔ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کو اعلیٰ عربی تعلیم کے لئے مصر اور شام روانہ فرمایا۔ ایک خاص کیفیت میں پنجابی اشعار لکھے اور گرمکھی سیکھنا شروع فرمائی۔

1914ء

وسط جنوری میں مرض الموت کا آغاز مگر درس قرآن وحدیث جاری رکھا۔ کھلی آب وہوا کی خاطر حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی دارالسلام میں منتقل ہو گئے۔ شدید بیماری میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ پانچ لاکھ عیسائی افریقہ میں احمدی ہوں گے۔

4 مارچ شدید ضعف کا آغاز اور آخری تحریری وصیت۔ 17 مارچ آپ کے عہد کا آخری جمعہ حضرت مصلح موعود نے پڑھایا۔ اپنی اولاد کو دین پر قائم رہنے کی وصیت فرمائی۔ اسی دن دوپہر دو بج کر بیس منٹ پر حالت نماز میں واصل بحق ہوئے۔

14 مارچ کو منصب خلافت سنبھالنے کے بعد حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد..... نے دو ہزار مرد اور کئی سو عورتوں کے مجمع میں آپ کا جنازہ پڑھایا اور سوا چھ بجے شام بہشتی مقبرہ میں اپنے آقا و محبوب کے پہلو میں سپرد خاک کردیئے گئے۔

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظرِ اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی کی صحت کیلئے خصوصی درخواست دعا

جیسا کہ احباب کو علم ہے محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کچھ عرصہ سے بعارضہ قلب بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں زیرِ علاج ہیں۔ اب ڈاکٹری رپورٹ کے مطابق آپ خدا کے فضل سے رُو بصحت ہیں۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ محترم صاحبزادہ صاحب کی مکمل شفایابی اور درازی عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

لیا ظلم کا عفو سے انتقام علیک الصلوٰۃ علیک السلام

تاریخ اسلام کا ایک ورق

ایک دفعہ ہجرت سے قبل حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلید بردار کعبہ عثمان بن طلحہ سے بیت اللہ کا دروازہ کھولنے کے لئے فرمایا مگر اس نے نہایت تکبر اور غرور سے آپ کی استدعا کو ٹھکرا دیا۔ اس پر حضور نے فرمایا

"ایک دن آئیگا کہ یہ چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور میں جسے چاہوں گا دوں گا"۔ عثمان نے جھنجلاتے ہوئے کہا "کیا اس دن قریش کے تمام مرد ذلیل و برباد ہو چکے ہوں گے"۔

فتح مکہ کے روز شہر میں داخل ہونے کے فوراً بعد آپ کعبہ میں تشریف لے گئے اور اسی عثمان کو طلب فرمایا۔ عثمان لرزاں و ترساں حضورؐ کے سامنے بت بنا کھڑا تھا اور اسے کئی سال پہلے گزرنے والا واقعہ خوب یاد تھا۔ وہ سوچ رہا ہوگا کہ نہ جانے آج مجھے کتنی سخت سزا دی جائے گی؟

حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں دو نفل ادا کئے۔ کعبے کے دروازے میں کھڑے ہو کر لوگوں سے خطاب کیا اور عثمان کو بلا کر فرمایا

"یہ لو چابیاں اور آج میں ہمیشہ کے لئے یہ کلید برداری تیرے سپرد کرتا ہوں اور جو تجھ سے یہ حق چھینے گا وہ ظالم ہوگا"

(طبقات ابن سعد جلد دوئم صفحہ 136 شائع شدہ 1957ء بیروت۔ بحوالہ اسلام اور غیر مسلم رعایا صفحہ 14-13 از محترم ملک سیف الرحمان صاحب)

سرورق پر نظم حضرت بیگم صاحبہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے انتقال پر ملال پر مکرم آصف محمود باسط ربوہ نے لکھی۔

جلد 39 شمارہ 7 قیمت 4 روپے

پبلشر۔ مبارک احمد خالد، پرنٹر قاضی منیر احمد، مطبع ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ

بابری مسجد اور شہنشاہ بابر کی وصیت

ڈاکٹر سید محمود ایک مشہور زمیندار خاندان اعظم گڑھ اترپردیش سے تعلق رکھتے تھے اور یہ ایک مشہور کانگرسی تھے جس نے انگریزوں کے خلاف انڈین نیشنل کانگریس میں شامل ہو کر انگریزوں کو ہندوستان سے نکال باہر کرنے کی مہم میں پیش پیش رہے اور ان کی دوستی بڑے بڑے کانگریسی لیڈر جواہر لال نہرو اور موتی لال نہرو اور بھی کئی شخصیات سے دوستی تھی جب

محمود صاحب علی گڑھ سے انگلینڈ تعلیم حاصل کرنے گئے اس وقت پنڈت جواہر لال نہرو بھی لندن پڑھنے گئے تھے۔ نہرو نے محمود صاحب کی شخصیت کی تعریف اپنے خود نوشت میں ذکر کیا ہے یہ "انڈیا ماضی میں" 184 صفحے کی ہے اس کے علاوہ ریفرنس صفحات کل 15 ہے۔

اس کتاب کے آخری ریفرنس پیج نمبر 15 پر ایک انمول دستاویز شائع کیا گیا ہے وہ ہے مغل شہنشاہ ظہیر الدین بابر کا آخری خفیہ وصیت نامہ ہجری 933 میں اپنے بیٹے ہمایوں کے نام لکھا گیا ہے جو کہ بابر اپنی فوت کے بعد اپنے بیٹے ہمایوں کو حکومت چلانے کی ہدایت لکھی گئی ہے۔

ایک کتاب "انڈیا آف یسٹرڈے" انگریزی میں 1957ء میں ڈاکٹر سید محمود نے شائع کی تھی اس کتاب کا اصل اردو میں تھا جو کہ سید اسد اللہ نے لکھی تھی اس کا دیباچہ ڈاکٹر نذیر یار جنگ ریٹائرڈ جج حیدر آباد (دکن) ہائیکورٹ نے لکھا تھا اس کتاب

میں ایک تاریخی دستاویز شائع کی گئی ہے جو کہ انگریزی سے ترجمہ شدہ مغل بادشاہ ظہیر الدین محمد بابر کی وصیت کی کاپی ہے جو کہ اس نے اپنے بیٹے ہمایوں کیلئے تحریر کی تھی۔ اس میں لکھا ہے کہ (ترجمہ) "یہ سلطنت کو مزید مضبوط بنانے کی نیت سے تحریر کی جارہی ہے" ...... "او بیٹے! انڈیا کا علاقہ مختلف مذاہب کے پیروکاروں کا علاقہ ہے اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ اس نے اس سلطنت کی حکمرانی عطا کی۔ یہاں حکومت

کرتے ہوئے اپنے دل کو مذہبی تعصب سے پاک رکھنا اور ہر مذہب کے پیروکار کو عدل و انصاف فراہم کرنا ہر ایک کو اس کے مذہب کے مطابق انصاف فراہم کرنا خاص طور پر گائے کی قربانی سے دور رہنا یہ "انڈیا کے دل" پر حکومت کرنے اور انہیں فتح کرنے کا راز ہے۔ عوام اور رعایا کو سلطان کے ساتھ خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرنے میں مدد دینا کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کی مذہبی عبادت گاہوں کو ضائع مت ہونے دینا خاص طور پر مندروں کو جو کہ تمہاری سلطنت میں قائم ہیں اس معاملے میں سختی سے انصاف کرنا تاکہ رعایا بادشاہ سے اور بادشاہ رعایا سے خوش رہے۔ اسلام کا آگے بڑھنا احسان کی

تلوار کی بدولت ہے نہ کہ جبر سے تمہیں شیعہ اور سنی کا تنازعہ بھی روکنا ہے ان کی باہمی چپقلش سے اسلام کمزور ہونے کا

خطرہ ہے۔ تم رعایا پر طے کردہ چار اصولوں کے ذریعے عمل کرو تاکہ سلطنت کی عمارت ان امراض سے اپنا دفاع کر سکے۔ آخری بات یہ کہ صاحب قرآن حضرت تیمور کی تعلیمات و حاصل کردہ معاملات کو ہمیشہ یاد رکھنا"

TRANSLATED COPY OF THE LAST WILL OF ZAHIRUDDIN MOHAMMAD GHAZI OF 933 HIJRI ISLAMIC YEAR.

SEAL OF BABAR

SECRET "Will" of Zahiruddin Muhammad Babar Ghazi executed in favour of Prince Humayun—(Long may his life be!)

This is laid down for strengthening the empire!

O son, in the continent of India, people of diverse religions live. Thanks be to God who has given the kingship of this country to thee! It is for thee to keep thy heart free from religious bias and to render justice unto the followers of every religion and creed. To everyone render justice in keeping with his religion. Particularly abstain from the slaughter of cows and it be the reason for the conquest of Indian hearts. Let gratitude make the people of the country bear goodwill to the king. Never let the temples and places of worship of all the people which lie in thy dominion be spoilt, and in these matters always be just, so that the king be happy and satisfied with the people and the people with the king. The advancement of Islam is better with the sword of gratitude than with the sword of oppression. Thou must stop the conflict between Shias and Sunnis. In the conflict lies that weakness which is injurious to Islam. Treat the people of thy empire like the four elements, so that the body of the empire may defend itself against diseases. And lastly, always remember the achievements of Hazrat Taimur Saheb-e-Quran.

"انڈیا یسٹرڈے" کتاب کا عکس 'بابر کی وصیت کی نقل

JANUARY 17. 1992

مُغل شہنشاہ بابر کی ایک وصیّت

وہ تو آبا تھے تمہارے تم کیا ہو

(پروفیسر راجا نصر اللہ خان صاحب)

"نوائے وقت میگزین" مورخہ 17 جنوری 1992ء ص 11) کے ایک مضمون میں شہنشاہ ظہیر الدین بابر کی وصیت اپنے بیٹے ہمایوں کے نام ایک انگریزی کتاب "انڈیا آف یسٹرڈے" (INDIA OF YESTERDAY) سے نقل کی گئی ہے یہ دستاویز پڑھنے کے لائق ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے دانش مند بزرگ انسانی حقوق کا کس قدر خیال رکھتے تھے اور کشادہ دلی اور اعلیٰ اخلاقی روایات سے کس طرح مختلف مذاہب و اقوام کے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنا لیتے تھے۔ متذکرہ انگریزی کتاب میں درج شہنشاہ بابر کی وصیت کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ (پروفیسر راجہ نصر اللہ خان)

"یہ وصیت نامہ سلطنت کو مضبوطی دینے کے لئے تحریر کیا جاتا ہے۔ اے بیٹے! برصغیر ہند میں مختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ جس نے اس ملک کی بادشاہت تمہیں عطا کی ہے۔ یہ تمہارا فرض ہے کہ تم اپنے دل کو مذہبی جانبداری سے صاف رکھو اور ہر مذہب اور عقیدہ کے پیروکاروں کے ساتھ انصاف کرو۔ ہر شخص کے ساتھ اس کے مذہب کے مطابق انصاف روا رکھو۔ خاص طور پر گائے ذبح کرنے سے اجتناب کرو یہ اہل ہند کے دلوں کو فتح کرنے کا باعث ہوگا۔ تشکر کے جذبات کے ذریعہ بادشاہ کے لئے ملک کے عوام کی خیر خواہی حاصل کرو۔ تمام لوگوں کے مندر اور معبد جو سلطنت کے اندر واقع ہیں کبھی برباد نہ ہونے دو اور ان معاملات میں ہمیشہ انصاف پر قائم رہو تاکہ بادشاہ عوام کے ساتھ اور عوام بادشاہ کے ساتھ خوش و خرم اور مطمئن رہیں۔ اسلام کی ترقی جبر کی تلوار کی نسبت امتنان و تشکر کی تلوار کے ذریعہ کہیں زیادہ بہتر ہے۔ تمہیں شیعہ اور سنی کے درمیان نزاع ختم کرنا لازم ہے۔ اس نزاع میں وہ کمزوری پنہاں ہے جو اسلام کے لئے ضرر رساں ہے........"

علامہ اقبال نے کیا خوب فرمایا ہے۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

(جواب شکوہ)

کمپیوٹر ___ ایک تعارف

(مکرم مقصود اظہر گوندل صاحب)

الیکٹرانک کمپیوٹر ایٹمی توانائی کی طرح بلکہ اس سے بھی اہم ایجاد ہے۔ جس سے لمبے چوڑے اعداد و شمار پلک جھپکنے میں حل ہو جاتے ہیں۔ کمپیوٹر کی ایجاد سترھویں صدی کی ریاضی کی ایجاد سے کم اہم ثابت نہیں ہوئی۔ کمپیوٹر کیا ہے؟ یہ کیسے کام کرتا ہے؟ اس کے فوائد کیا ہیں اور ہم اس سے کس طرح اپنی مشکلات حل کروا سکتے ہیں یا کس طرح کام لے سکتے ہیں؟ اس سلسلے میں اکثر ذہنوں نے بڑے تصوراتی خاکے بنا رکھے ہیں۔ آئیے ان میں حقیقت کا رنگ بھریں۔

کمپیوٹر دراصل انسانی استعداد کار کی توسیع ہے مثلاً ایک انسان 50 سے 80 کلو گرام وزن اٹھا سکتا ہے، 4 سے 10 کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے پیدل چل سکتا ہے۔ اور ایک منٹ میں 5 ہندسوں کی 5 سے 10 جمعیں کر سکتا ہے۔ مگر موزوں آلات کی مدد سے جو کہ اس کی استعداد بڑھا دیتے ہیں، وہ ہزاروں کلو گرام وزن اٹھا سکتا ہے کئی سو کلو میٹر کی رفتار سے سفر کر سکتا ہے اور لاکھوں جمعیں فی منٹ کر سکتا ہے۔ کمپیوٹر نہ صرف انسان کے کام کی اہلیت بڑھا دیتا ہے بلکہ اس کی مدد سے زیادہ سے زیادہ معلومات یاد رکھی جا سکتی ہیں جو کہ پلاننگ اور فیصلہ کرنے میں کام آتی ہیں۔

منطقی لحاظ سے ہر حساب کتاب کرنے والی مشین کمپیوٹر کہلاتی ہے مگر آج کل یہ نام عام طور پر صرف الیکٹرانک کمپیوٹر کے لئے مستعمل ہے۔ کمپیوٹر چند خصوصیات کی بنا پر دوسری مشینوں کے مقابلے میں منفرد مقام رکھتا ہے کمپیوٹر کی یادداشت ہوتی ہے جس میں ایک چیز لمبے عرصے تک محفوظ رکھی جا سکتی ہے۔ دوسری خوبی یہ ہے کہ کوئی مسئلہ حل کرنے کے لئے اس میں پروگرام رکھا جا سکتا ہے۔ جو کہ ہدایات کا ایک مجموعہ ہوتا ہے کمپیوٹر ترتیب کے ساتھ ان ہدایات کے مطابق عمل کرتا جاتا ہے۔ چونکہ سب ہدایات پہلے دی جاتی ہیں اور بعد میں انسانی مداخلت کی ضرورت نہیں رہتی اس لئے کمپیوٹر ایک خود کار مشین کہلاتا ہے کمپیوٹر اعداد و شمار اور حساب کتاب کرنے کے علاوہ بھی بہت سے کام کرتا ہے آج کل کمپوزنگ کی دنیا میں بھی کمپیوٹر کو اہم مقام حاصل ہے۔ بڑے بڑے ملکی اخبارات، رسائل اور کتب کی طرح آپ کے اس خوبصورت رسالہ "خالد" کی کتابت بھی کمپیوٹر سے کی جاتی ہے۔

کمپیوٹر کی تاریخ

یہ حقیقت ہے کہ کمپیوٹر کا کوئی ایک موجد نہیں ہے بہت سے لوگوں نے اس ایجاد میں حصہ لیا۔ ایک مشہور سائنس دان کی نظر میں ریاضی کمپیوٹر کی ماں ہے۔ کمپیوٹر کی ایجاد میں کئی ذہنوں کی کاوشیں شامل ہیں۔ کمپیوٹر کی تاریخ 1939ء

سے شروع ہوتی ہے جب ہاورڈ ایکن نے مارک۔1 مشین بنائی۔ لیکن اس سے بھی ایک صدی پیشتر چارلس بابیج نے ایک الیکٹرونک کمپیوٹر کا ڈیزائن تیار کیا تھا۔ چارلس بابیج کیمبرج یونیورسٹی میں ریاضی کا پروفیسر تھا۔ اس نے ریاضی کے ٹیبل بنانے کے لئے 1812ء میں ایک مشین بنائی۔ جو کہ (DIFFERENCE ENGINE) کہلائی۔ مگر یہ مشین مزید ترقی نہ کر سکی۔

1937ء میں ہارورڈ یونیورسٹی کے پروفیسر ہاورڈ ایکن نے ایک خود کار مشین بنائی یہ مشین پروگرام کے مطابق خود بخود ٹیبل بناتی جاتی تھی۔ یہ 1944ء میں مکمل ہوئی۔ یہ کمپیوٹر تو نہ تھا کیونکہ اس میں الیکٹرانک ٹیکنالوجی کی بجائے میکانکی ٹیکنالوجی استعمال ہوئی۔ مگر الیکٹرانک کمپیوٹر جو اس کے فوراً بعد بنے اس کی ترمیم شدہ شکل تھے۔ دو سال بعد (ENIAC) بنا جو (MARK-1) کا الیکٹرانک ورژن تھا۔ یہ بہت تیز رفتار اور پہلا الیکٹرانک کمپیوٹر تھا۔ اس کے بعد بہت سی ریسرچ لیبارٹریز جن میں بہت سی مختلف یونیورسٹیوں سے متعلق تھیں، نے کمپیوٹر بنانے شروع کیے۔ تجارتی کاروبار کے لئے سب سے پہلے 1954ء میں لاس ولی امریکہ میں کمپیوٹر استعمال ہوا۔ کاروبار میں کمپیوٹر کی کامیابی نے اس کی ترقی کے لئے نئی راہیں کھول دیں۔ اور جلد ہی کمپیوٹر اہم ترین ٹیکنالوجی بن گیا۔

کمپیوٹر کیسے کام کرتا ہے

کمپیوٹر بالکل انسان کے مشابہ ہے۔ جس طرح انسان کسی چیز کو دیکھ کر، سن کر یا پڑھ کر اس کے بارے میں معلومات حاصل کرتا ہے۔ ان کو ذہن میں چھان پھٹک کر کوئی نتیجہ اخذ کرتا ہے۔ یا اپنی یادداشت میں محفوظ کرتا ہے بالکل اسی طرح کمپیوٹر کو جو مسئلہ دیا جاتا ہے وہ اسے پڑھ کر اس پر حسابی عمل کرتا ہے اور اس سے نتائج اخذ کرتا ہے یا اپنی یادداشت میں محفوظ کر لیتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ کمپیوٹر دیکھ نہیں سکتا، سن نہیں سکتا صرف پڑھ سکتا ہے۔ ہدایات کا ایک بنڈل جسے "پروگرام" کہتے ہیں، اسے دیا جاتا ہے یہ ہر ہدایت کو پڑھتا جاتا ہے اور اس پر عمل کرتا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر کمپیوٹر پر جب آپ کوئی کام کرنے لگیں تو سب سے پہلے وہ آپ سے پوچھے گا کہ آپ نے اس کام کا کیا نام رکھنا ہے آپ اسے کوئی نام مثلاً (XYZ) دیتے ہیں تو وہ اس نام سے آپ کی ایک فائل بنا دے گا اور اسے اپنی میموری میں محفوظ کر لے گا اور جب کبھی آپ چاہیں گے اس فائل کا نام دے کر دوبارہ (RECAL) کر سکتے ہیں۔ آپ کو جو کام بھی کرنا ہے اس کو ساتھ ساتھ محفوظ بھی کرتے رہیں اس کے لئے (KEYBOARD) پر ایک "کمانڈ" ہوتی ہے جس کے دبانے سے کمپیوٹر اس کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اگر آپ کسی وجہ سے محفوظ کرنا بھول جاتے ہیں اور اس فائل کو بند کرنا چاہتے ہیں تو کمپیوٹر آپ سے پوچھے گا کہ کیا آپ نے اس کو محفوظ کرنا ہے؟۔ اگر محفوظ کرنا ہے تو یس (YES) اگر ضرورت نہیں، تو نو (NO) کا بٹن دبا دیں۔ یہ وہی ہدایات ہوتی ہیں جو پہلے پروگرام کے ذریعے فیڈ (FEED) کی جاتی ہیں اور کمپیوٹر ان پر عمل کرتا جاتا ہے۔

کمپیوٹر کے اہم حصے

1۔ ان پٹ یونٹ (INPUT UNIT): اس کے ذریعے ہم کمپیوٹر کو اپنے مسائل، پروگرام ڈیٹا (DETA) کی شکل میں مہیا کرتے ہیں۔ یہ ایک طرح کا کمپیوٹر کا RECIEVING SECTION ہے۔ جو باہر سے اشیاء وصول کرتا ہے۔ یہ مختلف آلات پر مشتمل ہوتا ہے مثلاً کارڈ ریڈر (CARD READER) ڈسک (DISC) اور ٹیپ وغیرہ۔

2۔ آوٹ پٹ یونٹ (OUT PUT UNIT): یہ کمپیوٹر کے اندر تیار ہونے والے نتائج ہمیں فراہم کرتا ہے اس میں پرنٹر (PRINTER) کارڈ پنچ (CARD PUNCH) وغیرہ شامل ہیں۔

3۔ میموری (MEMORY): یہ کمپیوٹر کی یادداشت ہے۔ انسانی ذہن کی طرح یہ چھوٹے چھوٹے خلیوں سے بنی ہے۔ جنہیں (MAGENTIC CORE) کہتے ہیں۔ کمپیوٹر کی یادداشت سے کوئی چیز اس وقت تک محو نہیں ہوتی جب تک ہم خود کوئی چیز رکھ کر پہلی کو صاف نہ کر دیں۔

4۔ ارتھمیٹک اینڈ لوجیکل یونٹ (ALU): کمپیوٹر کے اندر ہونے والے تمام حسابی عمل اس یونٹ کے ذمے ہیں۔ اس میں جمع تفریق ضرب تقسیم وغیرہ ہو سکتے ہیں۔

5۔ کنٹرول یونٹ (CONTROL UNIT): یہ کمپیوٹر کا ذہن ہے۔ جیسے انسانی ذہن پورے جسم کو کنٹرول کرتا ہے ایسے ہی کمپیوٹر کا کنٹرول یونٹ باقی سارے حصوں کا ایک دوسرے سے تعلق قائم کرتا ہے اور انہیں کنٹرول کرتا ہے۔

کمپیوٹر میں استعمال ہونے والی زبانیں

جیسے ہمارے ہاں ہر خطے کی اپنی ایک زبان ہے یا ایک انسان چند ایک زبانیں سمجھتا ہے۔ بالکل ایسے ہی کمپیوٹر کی بھی اپنی زبانیں ہوتی ہیں۔ زبانیں ضرورت کی نوعیت کے لحاظ سے بنائی گئی ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا ذکر کرنا یہاں ضروری سمجھوں گا۔

1۔ فورٹران (FORTRAN) یا (FORMULA TRANSLATION): یہ بڑی مختصر قسم کی زبان ہے۔ بڑے بڑے سائنسی مسائل باآسانی کمپیوٹر کو دیئے جا سکتے ہیں اس لئے یہ سائنسی زبان کہلاتی ہے۔

2۔ کوبول (COBOL): کمرشل کاموں کے لئے کوبول وغیرہ آج کل عام استعمال ہونے والی زبانوں میں سے ایک ہے۔ مختلف رقموں کو ترتیب میں کرنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے مفید ہے۔

3۔ PL/1 سائنسی اور کمرشل دونوں طرح کے پہلو لیئے ہوئے بڑی جامع زبان ہے۔ ان کے علاوہ FOX BASIC، ALGOL، SNOWBOL BASIC اور ASSEMBLEY وغیرہ بھی استعمال ہوتی ہیں۔

آخر کمپیوٹر سے ہمیں فائدہ کیا ہے؟

کمپیوٹر کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ یہ CONTROL/PROCESS کے کام آتا ہے چاند تک کا خلائی سفر کمپیوٹر کے سبب ممکن ہوا۔ پیچیدہ قسم کے اداروں کو کمپیوٹر باآسانی کنٹرول کر سکتا ہے۔ پی آئی اے میں جہازوں کی آمدورفت کے سارے نظام کو کمپیوٹر کنٹرول کرتا ہے آپ جب سیٹ بک کروانے جائیں تو ریزرویشن کاونٹر والا کارکن کمپیوٹر کی مدد سے آپ کو بتا دیتا ہے کہ "پی کے 303" میں کوئی سیٹ خالی نہیں ہے اور آپ فلاں تاریخ کو تشریف لائیں یا چانس پر آپ کو ٹکٹ دے دیا جاتا ہے۔ آج کل بڑے بڑے بینکوں میں سارا لین دین کا کام کمپیوٹر کے ذمے ہے۔ کمپیوٹر کے ذریعے کیے ہوئے کسی کام کو مدت تک محفوظ رکھا جا سکتا ہے۔

غرضیکہ کمپیوٹر موجودہ دور میں سائنسی ریسرچ، تجارت اور دوسرے کاروبار کے لئے ضروری ہو گیا ہے اس کے بغیر زمانے کی تیز رفتاری کا ساتھ دینا تقریباً تقریباً ناممکن ہو گیا ہے۔ ایک مینیجر کو ہی لیجیئے اسے اپنی فرم کے مفاد کے لئے نت نئے فیصلے کرنے پڑتے ہیں جو وہ مختلف ذریعوں سے حاصل ہونے والی معلومات سے مناسب نتائج اخذ کر کے کرتا ہے۔ اس کی فرم پر بہت سے عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ (FACTORS) اتنی تیزی سے بدلتے ہیں کہ اگر دو تین ہفتے ہاتھ سے حساب کتاب کرتے گزر جائیں تو اس دوران یہ کئی مرتبہ بدل چکے ہوں گے۔ ایسے میں بیچارہ مینیجر کیا خاک فیصلہ کرے گا۔ البتہ یہی اعداد و شمار اسے کمپیوٹر کی فراہم کی ہوئی تازہ معلومات کی شکل میں مل جائیں تو وہ ہر وقت اپنے مفاد کے لئے کوئی مناسب راہ اختیار کر سکتا ہے۔

تقریبِ شادی

مکرم محمود احمد صاحب ابن مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب دستگیر سوسائٹی کراچی کی شادی مورخہ ۳۰ مارچ ۱۹۹۲ء کو محترمہ بانو بشیر صاحبہ بنت مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب آف شہداد پور ضلع سانگھڑ سندھ کے ساتھ انجام پائی۔

مورخہ ۳۱ مارچ ۱۹۹۲ء کو وسیع پیمانہ پر کراچی میں دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

احباب جماعت احمدیہ سے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

جیمز واٹ ـــ سٹیم انجن کا موجد

(مرسلہ:۔ طاہر محمود صاحب چک نمبر ۱۶۶ مراد)

آج سے 256 سال پیشتر 19 جنوری 1736ء کو جیمس واٹ دریائے کلائڈ کے کنارے اسکاٹ لینڈ کے شہر گریناک میں پیدا ہوا۔ یہ اسٹیم انجن کا موجد تھا۔ اس سے پہلے بھی کچھ سائنسدان اس میدان میں کام کر چکے تھے مگر عملی میدان میں اسٹیم انجن کی اصلی پیش رفت جیمس واٹ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جیمس واٹ سے پہلے بھی اسٹیم انجن سے ملتی جلتی مشینیں تیار کی گئی تھیں۔ پہلی صدی قبل مسیح مصر کے ہیرو نے اس طرح کی کچھ مشینیں تیار کی تھیں۔ 1698ء میں تھامس سیلوری نامی ایک شخص نے ایک انجن کو اپنے نام پیٹنٹ کروا دیا جسے پانی کو پمپ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا۔ 1712ء میں تھامس نیوکامن نامی ایک انگریز نے اس کی اصلاح شدہ شکل کو اپنے نام پر پیٹنٹ کروادیا تاہم ابھی تک نیوکامن انجن کی کارکردگی بہت کمتر تھی۔ اس کو کوئلے کی کانوں سے محض پانی ہی نکالنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا تھا۔ پہلی صدی قبل مسیح میں اسکندریہ میں مقیم ایک یونانی فلسفی نے جس کا نام "ہیرو" تھا بھاپ سے چلنے والا ایک کھلونا تیار کیا جس کو AEOLIPHILE یا ابولس کی گیند کہا جاتا تھا۔ یہ مشین دھات کے ایک ایسے گولے پر مشتمل تھی جو اندر سے خالی تھا اور اپنے محور پر گھومتا تھا۔ اس کا رابطہ پانی سے بھرے ہوئے اس کڑھاؤ سے قائم ہو جاتا تھا جو اس کے نیچے لگا ہوتا تھا۔ گیند میں متعدد نلکیاں لگی ہوئی تھیں جو اس سے زاویہ قائمہ پر ہوتی تھیں۔ نلکیوں کے کنارے بند ہوتے تھے مگر اطراف میں شگاف لگے ہوئے تھے۔ جب کڑھاؤ کے نیچے آگ روشن کی جاتی تو بھاپ گیند میں بھر جاتی اور نلکیوں کے شگافوں سے آنے والی ہوا اور بھاپ کے تصادم کے نتیجے میں گیند اپنے محور کے گرد گھومنے لگتی تھی۔ یہ کھلونا مشین غالباً بھاپ سے چلنے والی دنیا کی سب سے پہلی مشین تھی۔ سولھویں صدی عیسوی میں یورپ کے محققین نے اٹلی میں اس کا حیرت کے ساتھ مشاہدہ کیا۔ اس کے بعد دو صدیوں تک یورپ کے سائنسدان بھاپ کی خصوصیات پر غور و خوض کرتے رہے۔

اسٹیم کا کارنامہ جیمس واٹ کا ہی مرہون منت ہے۔ جیمس واٹ نے اپنے امی اور ابو کے سامنے ناشتے

کی میز پر چائے کی کیتلی کے ڈھکن پر بھاپ کے گاڑھا ہونے کے عمل کو دیکھ کر اس کی افادیت کا اندازہ لگایا جو آگے چل کر اس کی ایجادات کا موجب بنا۔

جیمس واٹ کا باپ جہازوں، اور مکانوں کی تعمیر کامیابی سے انجام دیا کرتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ ایک تاجر، جہاز کا فٹر، جہاز کا مالک اور شہر کا خزانچی اور مجسٹریٹ بھی تھا۔ واٹ ایک صحت مند بچہ نہ تھا۔ کچھ دنوں تک تعلیم اس نے اپنی ماں سے حاصل کی۔ بعد میں گرامر سکول میں اس نے لاطینی اور یونانی زبانیں سیکھیں اور ریاضی بھی سیکھی جس میں اس نے قابلیت کا اظہار کیا۔ اس کی تعلیم کے ایک اہم حصے کا ذریعہ اس کے والد کی ورکشاپ تھی جس کے اندر اس نے اوزاروں اور اپنے ہی ساز و سامان کے ذریعے کرینوں اور دوسری چیزوں کے نمونے تیار کئے تھے۔ وہیں پر اس کو جہازوں کے آلات سے واقفیت حاصل ہوئی۔ 17 سال کی عمر میں جیمس واٹ نے ریاضی کے آلات بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس مقصد کے لئے وہ گلاسگو گیا جہاں اس کی ماں کا ایک رشتہ دار یونیورسٹی میں پڑھا کرتا تھا۔ بعد میں 1755ء میں وہ لندن گیا جہاں اس کو تربیت دینے کے لئے ایک ماسٹر مل گیا۔ اس دوران اگرچہ اس کی صحت خراب ہوگئی تاہم اس نے بہت کچھ سیکھ لیا۔ اس کے بعد وہ گلاسگو واپس آگیا اور 1757ء میں وہاں کی یونیورسٹی میں ایک دکان کھولی جہاں اس نے ریاضی کے آلات مثلاً کمپاس، پیمانے اور دوسرے آلات بنانے کا کام شروع کر دیا۔ یہاں اس کو بہت سے سائنس دانوں سے ملاقات کا موقع ملا۔ اس نے جوزف بلیک نامی ایک سائنسدان سے دوستی کرلی جس نے LATENTHEAT کا تصور پیش کیا تھا۔ اس سے مراد وہ حرارت ہے جو کسی شے کی کیفیت کو بدلنے کے لئے درکار ہوتی ہے۔

1764ء میں اس نے اپنی ایک کزن مارگریٹ ملر سے شادی کرلی جس سے اس کے چھ بچے پیدا ہوئے۔ نو برس بعد اس کی بیوی کا انتقال ہوگیا۔

1764ء میں ایک دن جیمس واٹ نیوکامن کے اسٹیم انجن کے ایک ماڈل کی مرمت کر رہا تھا تو اس نے دیکھا کہ اس میں بھاپ کی خاصی مقدار ضائع ہو رہی ہے۔ اس مسئلے کو حل کرنے کی جدوجہد میں بالاخر مئی 1765ء میں اس نے اس کا حل تلاش کرلیا۔ یہ تھا ایک علیحدہ کنڈنسر کا استعمال۔ یہ درحقیقت اس کی پہلی اور سب سے بڑی ایجاد تھی۔ اس نے محسوس کیا کہ اس حرارت کا ضائع ہونا جو مادے کی حالت کو بدلنے کے لئے درکار ہوتی ہے نیوکامن انجن کا بدترین نقص ہے۔ چنانچہ CONDENSSATION کا عمل ایک ایسے چیمبر میں ہونا چاہیئے جو سلنڈر سے مختلف ہو مگر اس سے منسلک ہو۔ جلد ہی اس کی ملاقات جان روبک نامی ایک شخص سے ہوگئی جو کیرن ورکس کا بانی تھا۔ اس نے جیمس واٹ کو ایک انجن بنانے کے لئے تیار کیا۔ یہ واقعہ 1768ء میں پیش آیا۔ اگلے سال اس نے ایک نیا انجن تیار کرلیا اور اس کو اس نام سے پیٹنٹ کروادیا۔ "ایک نیا ایجاد کردہ طریقہ جس کے ذریعے فائر انجنوں میں اسٹیم اور ایندھن کا خرچ زیادہ ہوگا"۔

انجنوں میں اصلاحی کام جاری رہا۔ 1776ء میں واٹ نے دو انجن تیار کئے۔ ان میں سے ایک کو ایک کمپنی میں واٹر پمپنگ کے لئے نصب کیا گیا اور دوسرے کو دوسری کمپنی میں بھٹیوں میں ہوا دینے کے لئے لگا دیا گیا۔ اسی سال اس نے دوسری شادی کی جس سے اس کے دو بچے پیدا ہوئے۔

جیمس واٹ کے تیار کردہ انجن کی کارکردگی کا یہ عالم تھا کہ کارن وال کی ایک کان کو اس کے ذریعے صرف سات دن میں خالی کیا جاسکتا تھا جب کہ پرانے انجن سے یہی کام مہینوں میں کیا جاتا تھا۔ جیمس واٹ نے کافی عرصہ اسٹیم انجن اور دیگر انجنوں پر تحقیقات کی اور پرانے انجنوں میں پائی جانے والی کئی خرابیاں دور کیں۔ واٹ جب 64 سال کی عمر کو پہنچا تو اس نے انجنوں کی ترویج و ترقی کے کام سے کنارہ کشی اختیار کرلی۔ اس کی آخری ایجاد وہ مشین تھی جو مجسموں کی نقلیں اتارتی تھی۔ ایک سوئی پتھر پر حرکت کرتی تھی اور ایک گھومنے والے پرزے کو کنٹرول کرتی تھی جو پتھر پر تراشنے کا کام کرتا تھا۔ اس کی ایجادات کو اس کی زندگی میں ہی سراہا گیا۔ 1806ء میں یونیورسٹی آف گلاسگو نے اس کو "ڈاکٹر آف لاز" کی اعزازی ڈگری عطا کی اور 1814ء میں اس کو "فارن ایسوسی ایٹ آف فرنچ اکیڈمی آف سائنسز" کے اعزاز سے نوازا گیا۔ اس کو "سر" کے خطاب کی پیش کش کی گئی مگر اس نے عجز و انکساری کی بنا پر اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

اسٹیم انجنوں کی ایجاد و ترقی کے آسمان کا یہ درخشاں ستارہ 25 اگست 1819ء کو 83 برس کی عمر میں اپنے گھر واقع ہیتھ فیلڈ میں عالم جاودانی کو کوچ کر گیا۔ اسے اس کے دوست اور ساتھی بولٹن کے قریب "ھینڈسٹھ ورتھ پارش چرچ" میں دفن کر دیا گیا اور اس کا ایک مجسمہ "ویسٹ منسٹر ایبے" میں نصب کر دیا گیا۔

(شکریہ سائنس میگزین عملی سائنس۔ مرسلہ: طاہر محمود چک نمبر 166 مراد)

غزل

ہر ایک سانس کسی آس کا بہانہ لگے
فراقِ یار میں جینا منافقانہ لگے

وہ تم سخن میں سماعت کی پیاس کا صحرا
وہ بات کیوں نہ کریں کیوں مجھے برا نہ لگے

تمہارے ساتھ وہ خوابوں میں جاگتی دنیا
اور اب یہ حال کہ تری یاد بھی فسانہ لگے

میرے ثبات میں یہ کیسی بے یقینی ہے
کسی کا پرسشِ احوال تازیانہ لگے

یہ دورِ قحطِ وفا یہ محبتوں کے چراغ
وجود اہلِ محبت بھی مجرمانہ لگے

وہ جستجو کے قرینے کہاں رہے باقی
کنارے آکے سمندر سے اب خزانہ لگے

ٹھہر گئی وہیں منصور زندگی اپنی
وہ ایک پل جسے کہتے ہوئے زمانہ لگے

(محترم مظفر منصور صاحب لاہور)

بقیہ از ٹائٹل پیج

کر آپ کی بلندی درجات کا موجب بنی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہ مرحومہ کے اس مقام کے بارہ میں حضور کو شادی سے پہلے ہی رؤیا میں الہاماً ان الفاظ میں اطلاع فرمادی تھی کہ

"تیرے کام کے ساتھ اس کا نام ہمیشہ زندہ رہے گا"

اور بلاشبہ اس پیش خبری کے مطابق آپ کا نام تاریخ احمدیت میں ہمیشہ یاد رکھا جائیگا اور تمام آنے والی نسلیں آپ کے لئے دعا گو رہیں گی۔ انشاءاللہ

الغرض ہمارے پیارے امام کی رفیقہ حیات کی بالخصوص عارضی دارالہجرت میں رحلت یقیناً ایک بڑا جماعتی نقصان اور خلا ہے اور یہ دکھ دراصل جماعتی دکھ ہے جس میں سے عملاً ساری جماعت گزر رہی ہے اور اب تک اس دکھ کو محسوس کر رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کے قلب حزیں کو تسکین کا مرہم عطا فرمائے۔ آمین۔ آپ کی بچیوں اور دیگر اعزّہ کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین۔ اور حضرت بیگم صاحبہ کی روح پر بے شمار برکتیں نازل فرماوے۔ اللھم آمین

اے خدا برتربتِ او ابر رحمتہا ببار

داخلش کن از کمالِ فضل در بیت النعیم

ہم ہیں کارکنان و عہدیداران خدام الاحمدیہ پاکستان

اس کے علاوہ مندرجہ ذیل جماعتوں کی مجالس کی طرف سے ہمیں قراردادھائے تعزیت موصول ہوئی ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور، جماعت احمدیہ میرپور خاص سندھ، جماعت احمدیہ اسلام آباد، مجلس خدام الاحمدیہ دارالحمد فیصل آباد، مجلس خدام الاحمدیہ گلشن پارک لاہور، مجلس خدام الاحمدیہ خانیوال، جماعتہائے احمدیہ برطانیہ، مجلس انصاراللہ ضلع لاہور، جماعت احمدیہ علی پور چٹھہ

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی شادی 9 دسمبر 1957ء کو ہوئی (بحوالہ الفضل 11 دسمبر 57ء)

تیسری سپورٹس ریلی

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان

مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی تیسری سالانہ سپورٹس ریلی حصہ اول 31 جنوری اور یکم و 2 فروری بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار کو منعقد ہوئی۔

ریلی کا افتتاح مکرم چوہدری اللہ بخش صاحب صادق ناظم وقف جدید نے مورخہ 31 جنوری 1992ء کو صبح نو بجے ایوان محمود میں کیا۔ اس حصہ میں بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس کے مقابلے ہوئے۔ اس مقصد کے لئے پاکستان کی مجالس کو نو علاقوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ہر علاقے کو چھ کھلاڑی لانے کی اجازت تھی۔ ہر دو کھیلوں میں سنگلز اور ڈبلز کے مقابلے ہوئے جن میں پاکستان بھر سے کل 76 کھلاڑی شامل ہوئے۔ بیڈمنٹن سنگل میں 42 کھلاڑیوں نے اور ڈبل میں 40 کھلاڑیوں نے حصہ لیا۔ اس طرح بیڈمنٹن سنگل کے 106 میچ اور ڈبل کے 48 میچ کروائے گئے۔

ٹیبل ٹینس سنگل میں 37 کھلاڑیوں نے اور ڈبل میں 36 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ سنگل کے 169 میچ اور ڈبل کے 40 میچ ہوئے۔ اس طرح ایوان محمود میں بیڈمنٹن اور ٹیبل ٹینس کے کل 363 میچز کھیلے گئے۔

بیڈمنٹن ڈبل کا فائنل 2 فروری 4 بجے شام کھیلا گیا۔ یہ میچ مظفر طاہر، مبشر محمود ربوہ اور محمد محمود اور محمد عامر ربوہ کے درمیان ہوا۔ اس میچ کے مہمان خصوصی مکرم محترم میجر عبد القادر صاحب صدر مجلس صحت تھے۔ ٹیبل ٹینس کے دونوں فائنل 2 فروری 5 بجے شام منعقد ہوئے۔ سنگل کا فائنل رانا اقبال احمد صاحب سرور اور کامران آصف صاحب کراچی کے درمیان کھیلا گیا اور اس میں کامران آصف صاحب فاتح قرار پائے۔ ڈبل میں مقابلہ کامران آصف صاحب، عمران آصف صاحب کراچی اور عتیق الرحمن صاحب، صغیر چٹھ صاحب ربوہ کے درمیان ہوا اور اس میں عمران آصف صاحب اور کامران آصف صاحب علاقہ کراچی کامیاب ہوئے۔

ان میچوں میں مہمان خصوصی مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین احمد صاحب تھے۔ بیڈمنٹن سنگل کا فائنل رات 8.30 بجے کھیلا گیا۔ یہ مقابلہ قاضی رفیق احمد صاحب علاقہ گوجرانوالہ اور مظفر طاہر صاحب ربوہ کے درمیان کھیلا گیا جس میں مظفر طاہر صاحب نے سبقت حاصل کی۔

تمام کھلاڑیوں نے نہایت درجہ نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا جس کی وجہ سے الحمدللہ نہایت خوش گوار ماحول میں تمام مقابلے انعقاد پذیر ہوئے۔ شائقین بھی بڑی تعداد میں تشریف لا کر کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کرتے رہے۔

اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب تھے۔ آپ نے کامیاب ہونے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے اور یوں یہ تقریب رات 9.15 بجے دعا کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

نتائج ٹیبل ٹینس

سنگل: اول: مکرم کامران آصف صاحب کراچی
دوم: مکرم رانا اقبال احمد صاحب سرحد
سوم: مکرم صغیر احمد صاحب چٹھہ ربوہ

ڈبل: اول: مکرم کامران آصف صاحب، مکرم عمران آصف صاحب کراچی
دوم: مکرم عتیق الرحمن صاحب، مکرم صغیر احمد چٹھہ صاحب ربوہ
سوم: مکرم عطاء الکلیم صاحب، مکرم مجدالدین صاحب مجد ربوہ

بہترین ٹیم اور ٹرافی کی حقدار: علاقہ کراچی۔ نگران بلاک مکرم راجہ مبارک احمد صاحب کراچی

بیڈ منٹن

سنگل: اول: مکرم مظفر احمد صاحب طاہر ربوہ
دوم: مکرم قاضی رفیق احمد صاحب گوجرانوالہ
سوم: مکرم عامر رشید صاحب ربوہ

ڈبل: اول: مکرم سید مبشر محمود صاحب، مکرم مظفر احمد صاحب طاہر ربوہ
دوم: مکرم محمد محمود صاحب، مکرم عامر رشید صاحب ربوہ
سوم: مکرم افتخار احمد صاحب، مکرم مظفر احمد صاحب گوجرانوالہ

بہترین ٹیم اور ٹرافی کی حقدار علاقہ ربوہ۔ نگران مکرم چوہدری عطاء الرحمن صاحب محمود مہتمم مقامی

تیسری سالانہ سپورٹس ریلی حصہ دوم خدام الاحمدیہ پاکستان کا افتتاح مؤرخہ 28 فروری بروز جمعہ المبارک صبح 8.30 بجے ایوان محمود میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان نے فرمایا جس میں آپ نے کھلاڑیوں کو زرّیں نصائح فرمائیں۔ اس موقعہ پر نو علاقہ جات سے 564 کھلاڑی شامل ہوئے۔

افتتاح کے بعد تمام کھیلوں کے مقابلے ان کی متعلقہ گراؤنڈز میں پروگرام کے مطابق شروع ہوگئے۔

فٹ بال

امسال نو علاقہ جات میں سے آٹھ ٹیموں نے شرکت کی۔ دو پول بنا کر آٹھ ٹیموں کے درمیان میچز کھلائے گئے۔

فائنل میچ یکم مارچ کو صبح 10 بجے ربوہ بمقابلہ علاقہ گوجرانوالہ ہوا۔ جس میں ربوہ کی ٹیم فاتح قرار پائی اور ٹرافی کی حقدار ٹھہری۔ فٹ بال کی اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم میجر عبدالقادر صاحب صدر مجلس صحت تھے جنہوں نے اول اور دوم آنے والی ٹیموں میں انعامات تقسیم فرمائے۔

والی بال

والی بال میں پانچ علاقہ جات کی پانچ ٹیموں نے شرکت کی۔ فائنل میچ مؤرخہ یکم مارچ صبح 9 بجے گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں علاقہ گوجرانوالہ اور ربوہ کے درمیان ہوا۔ بہت دلچسپ مقابلہ تھا۔ شائقین نے دل کھول کر داد دی۔ علاقہ گوجرانوالہ نے میچ 2:3 سے جیت کر ٹرافی حاصل کی۔

والی بال کی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم چوہدری محمود احمد صاحب بی اے بی ٹی نائب ناظر اصلاح و ارشاد تھے جنہوں نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم کئے۔

باسکٹ بال

باسکٹ بال میں 9 علاقہ جات میں سے 4 ٹیموں نے حصہ لیا جن کے درمیان سنگل لیگ کی بنیاد پر میچ کروائے گئے۔

فائنل میچ ربوہ بمقابلہ علاقہ راولپنڈی و سرحد کے مابین کھیلا گیا جس میں ربوہ ٹیم فاتح قرار پائی اور ٹرافی کی مستحق ٹھہری۔ فائنل تقریب کے مہمان خصوصی مکرم چوہدری محمد علی صاحب تھے جنہوں نے مؤرخہ یکم مارچ 11 بجے صبح گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں انعامات تقسیم فرمائے۔

اتھلیٹکس

اتھلیٹکس کے تمام مقابلہ جات گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں کروائے گئے۔ اس میں 9 علاقہ جات کی طرف سے پندرہ ایونٹس میں 297 کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ یہ مقابلہ جات تین دن صبح 10 تا 12 بجے اور دوپہر 2 تا 4 بجے سہ پہر تک ہوتے رہے۔

مجموعی طور پر بہترین اتھلیٹ مکرم ارشد محمود صاحب کراچی قرار پائے۔ علاقہ کی بنیاد پر کراچی اور ربوہ برابر پوائنٹس ہونے پر ٹرافی کی حقدار ٹھہریں۔

اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے یکم مارچ کو تین بجے سہ پہر گھوڑ دوڑ گراؤنڈ میں تشریف لا کر جیتنے والے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے اور آخر پر کھلاڑیوں کو اپنی قیمتی نصائح سے نوازا۔

سائیکلنگ

سائیکلنگ میں لمبی ریس کا مقابلہ سپورٹس سائیکل اور سادہ سائیکل کے لئے 122 کلومیٹر مؤرخہ 29 فروری بروز ہفتہ صبح آٹھ بجے دارالضیافت سے شروع ہوا۔ کل اٹھارہ کھلاڑیوں نے شرکت کی۔ نو کھلاڑی سپورٹس سائیکل اور نو کھلاڑی سادہ سائیکل ریس میں شریک ہوئے۔ سپورٹس سائیکل اور سادہ سائیکل دونوں میں ربوہ اول رہی۔ یکم مارچ بروز اتوار 5 کلومیٹر سپرنٹ ریس ہوئی جس میں 11 سائیکل سوار شامل ہوئے۔ اس میں بھی ربوہ ٹیم نے اول پوزیشن حاصل کی اور ٹرافی کی حقدار قرار پائی۔

سائیکلنگ کی اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم ڈاکٹر سلطان محمد شاہد صاحب تھے جنہوں نے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔

کبڈی

کبڈی میں نو علاقہ جات کی طرف سے 8 ٹیموں نے شرکت کی۔

کبڈی کا فائنل میچ مؤرخہ یکم مارچ شام 4 بجے گھوڑدوڑ گراؤنڈ میں علاقہ لاہور بمقابلہ علاقہ فیصل آباد کھیلا گیا۔ شائقین کی دلچسپی کے باعث گراؤنڈ کے وسیع احاطہ کے ارد گرد رسی لگا کر میچ دیکھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس میچ کو دیکھنے کے لئے تقریباً پانچ ہزار تماشائی موجود تھے۔ لوگ ارد گرد درختوں، ٹرالیوں اور سائیکلوں کے اوپر کھڑے ہو کر میچ دیکھ رہے تھے۔

کبڈی کا دلچسپ میچ علاقہ لاہور نے جیت کر ٹرافی حاصل کی۔ کبڈی کی اختتامی تقریب کے مہمان خصوصی مکرم مرزا عبدالحق صاحب امیر صوبائی پنجاب نے آخر پر کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔

سپورٹس ریلی میں مجموعی کارکردگی کے لحاظ سے مجموعی ٹرافی ربوہ کے حصہ میں آئی جو مکرم مہتمم صاحب مقامی نگران ربوہ نے وصول کی۔

الحمدللہ سپورٹس ریلی 1992ء حصہ دوم بخیر و خوبی کبڈی کی اختتامی تقریب کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

درخواست دعا

شعبہ کمپیوٹر مجلس خدام الاحمدیہ کے کمپیوٹر آپریٹر مکرم طارق محمود صاحب ناصر کافی دنوں سے گردوں کی تکلیف کی وجہ سے بیمار چلے آ رہے ہیں۔ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

(مدیر خالد)

اخبار مجالس

❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋❋

(مرتبہ نصیر احمد انجم)

قیادت نور راولپنڈی

ماہ جنوری میں تین اجتماعی وقار عمل ہوئے جس میں بیت الحمد اور عید گاہ میں صفائی کی گئی۔ مقامی جلسہ سالانہ میں کھانا کھلانے کے لئے 52 خدام اور 11 اطفال نے کام کیا۔

ضلع کراچی کا کوئز پروگرام

ضلع کراچی کے شعبہ تعلیم کے تحت "لیکچر لاہور" پر مشتمل کوئز پروگرام مورخہ 31 جنوری کو منعقد ہوا۔ 18 میں سے دس مجالس نے شرکت کی۔

اسٹیل ٹاؤن مجلس نے جنوری میں ایک روزہ تربیتی کلاس کا اجراء کیا جس میں نظام وصیت پر لیکچر کا اہتمام کروایا گیا جس کے نتیجہ میں چار خدام کو نظام وصیت میں شامل ہونے کی سعادت ملی۔ 11 تا 16 جنوری مقامی عہدیداروں کا ایک ریفریشر کورس منعقد کیا۔ مجلس اسٹیل ٹاؤن اور مجلس النور کراچی کے مابین فٹ بال کا ایک دوستانہ میچ کھیلا گیا جس میں مجلس النور 6 گول سے فاتح قرار پائی۔ 10 جنوری کو ایک مثالی وقار عمل کے تحت 19 خدام اور 4 اطفال نے پونے تین گھنٹہ کے وقار عمل میں ایک گراؤنڈ تیار کی۔

محمود آباد کراچی کے حلقہ "منظور کالونی" میں 3 گھنٹے زیر تعمیر بیت میں وقار عمل کیا گیا جس میں 7 خدام شامل ہوئے۔ ایک مرتبہ اجتماعی سیر کا پروگرام بنایا گیا۔ 5 کلو میٹر کی اس سیر میں 21 خدام شامل ہوئے۔

ضلع لاہور

دہلی گیٹ مجلس نے جنوری میں مثالی وقار عمل کیا جس میں 50 خدام اور 26 اطفال شامل ہوئے۔

مجلس وحدت کالونی کے 5 خدام نے خدمت خلق کے تحت خون کا عطیہ دیا۔ ایک خادم کو روزگار فراہم کیا گیا۔ جنوری کے مہینے میں ہی ایک جلسہ سیرت النبیؐ منعقد ہوا جس میں 65 خدام شامل ہوئے۔ ان کے علاوہ 35 اطفال، 20 انصار اور دو مہمان شامل تھے۔ ایک مرتبہ اجتماعی نماز تہجد ادا کی گئی جس میں 45 خدام شامل ہوئے۔ ایک اجتماعی روزہ رکھا گیا اور یکم تا 10 جنوری عشرہ وصولی منایا گیا۔

مغلپورہ کی مجلس نے خدام کو زیادہ سے زیادہ باجماعت

نماز کی ادائیگی کے لئے لائحہ عمل طے کیا- درویشان قادیان کی خدمت میں گرم کپڑوں کا تحفہ بھجوایا گیا جو29 سوٹوں پر مشتمل تھا- 2 بوتل خون فراہم کیا گیا- اسی ماہ قیادت گلشن پارک کے ساتھ کرکٹ کا ایک دوستانہ میچ کھیلا گیا جو مغلپورہ نے چار وکٹوں سے جیت لیا- مجموعی طور پر 5 مرتبہ وقار عمل کیا گیا جس میں 15 گھنٹے کام کیا گیا- اس کے علاوہ دو اجتماعی وقار عمل ہوئے- ایک وقار عمل میں بیڈمنٹن کا کورٹ تیار کیا گیا اور دوسرے میں 8 خدام نے ایک احمدی دوست کے گھر چھت کا لینٹر ڈالا اور 6 گھنٹے کام کیا-

ربوہ

مجالس کوارٹرز تحریک جدید، دارالصدر جنوبی اور حلقہ بلال میں جنوری میں خدام کی ایک مشترکہ ریلی منعقد ہوئی جس میں مختلف علمی اور ورزشی مقابلے بھی کروائے گئے-

ضلع بہاولنگر کا مثالی وقارعمل

چک نمبر 166 مراد ضلع بہاولنگر نے 4 گھنٹے کا مثالی وقار عمل کیا جس میں 17 خدام، 15 اطفال، 11 انصار اور 17 غیر از جماعت احباب شامل ہوئے- اس میں دو کلومیٹر لمبی پختہ سڑک کے دونوں جانب گڑھوں کو مٹی سے پر کرکے ہموار کیا گیا- اس وقار عمل کو ممبر ضلع کونسل، چیئرمین یونین کونسل، ہیڈ ماسٹر صاحب گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 201 مراد اور دیگر سماجی نمائندوں اور عوام نے دلچسپی کے ساتھ دیکھا اور عمدہ تاثرات کا اظہار کیا-

ادارہ خالد اس وقار عمل پر چک نمبر 166 کے تمام احباب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہے-

قابل تقلید قرات قرآن کلاس

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ اور ارشادات کی روشنی میں جماعت احمدیہ سمبڑیال میں 2 جنوری سے قرات قرآن کلاس کا اجراء کیا گیا- اس کلاس میں 6 خدام اور 15 انصار باقاعدگی سے شامل ہو رہے ہیں-

ضلع فیصل آباد

قیادت دارالفضل نے جنوری میں کتابوں کا سٹال لگا کر 28 کتابیں فروخت کیں-

مجلس فضل عمر نے جنوری کے مہینے میں ایک اجلاس عام کیا جس میں 63 خدام 20 اطفال اور 143 انصار شامل ہوئے- ایک مرتبہ ہفتہ تربیت منایا- یکم جنوری کو تمام حلقہ جات میں اجتماعی نماز تہجد ہوئی جس میں 42 خدام اور 8 اطفال شامل ہوئے- ایک مرتبہ کلوا جمیعًا ہوا جس میں مجلس کے خدام اور اطفال اپنا اپنا کھانا گھروں سے لے کر آئے اور ایک جگہ مل کر کھایا- دو مرتبہ جلسہ سیرت النبیؐ منعقد کیا گیا- 24 جنوری کو مثالی وقار عمل ہوا- جس میں 61 خدام اور 25 اطفال شامل ہوئے (اس

کی تفصیل ہمیں موصول نہیں ہوئی)

خدمت خلق کے تحت 3 بوتل خون اور ایک مریضہ کی امداد کے لئے 12 ہزار روپے فراہم کئے گئے۔

ضلع خانیوال

مجلس مہدی رتہ ضلع خانیوال نے 4 گھنٹے کے ایک مثالی وقار عمل کے تحت ڈیڑھ کلو میٹر راستہ ہموار کیا۔ اس میں 12 خدام اور 9 اطفال شامل ہوئے۔

فری میڈیکل کیمپ

مجلس خدام الاحمدیہ رلیو کے نے 17 جنوری کو ایک میڈیکل کیمپ میں مریضوں کو ادویات مفت مہیا کیں اور غریب مریضوں کو دوائیوں کے علاوہ کوٹ بھی تقسیم کئے۔

اسی طرح ضلع ملتان کی مجالس خدام الاحمدیہ نے بھی اس طرح کے فری کیمپس کے تحت 96 مریضوں کو 1500 روپے کی ادویات مفت فراہم کیں۔

ریفریشر کورس ضلع سرگودھا

7,6 فروری 1992ء بروز جمعرات و جمعہ عہدیداران خدام الاحمدیہ علاقہ سرگودھا کا تربیتی ریفریشر کورس منعقد ہوا جس میں قائد صاحب علاقہ سرگودھا مکرم صفدر علی وڑائچ، قائد صاحب ضلع سرگودھا، قائد صاحب ضلع خوشاب، قائد صاحب ضلع میانوالی اور قائد صاحب ضلع بھکر بھی شامل ہوئے۔ علاقہ کے مقامی، ضلعی اور علاقائی عہدیداران خدام الاحمدیہ کی کثیر تعداد نے ریفریشر کورس میں شرکت کی۔ سرگودھا کی 19 مجالس کے 72، میانوالی سے دو مجالس کے دو عہدیداران، خوشاب سے 13 مجالس کے 13 عہدیداران اور بھکر سے 3 مجالس کے 4 عہدیداران نے پورے ذوق اور لگن سے ریفریشر کورس میں شرکت کی۔ یوں علاقہ سرگودھا کے کل 95 عہدیداران شامل ہوئے۔

ریفریشر کورس کا افتتاح معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان مکرم راجا منیر احمد خان صاحب نے 6 فروری بروز جمعرات بعد نماز مغرب لائبریری ہال ایوان محمود ربوہ میں دعا کے ساتھ کیا۔ پہلے اجلاس کی صدارت نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ مکرم سید قمر سلیمان صاحب نے کی بعدہ مہتممین خدام الاحمدیہ پاکستان نے اپنے اپنے متعلقہ شعبوں کے بارے میں شرکائے ریفریشر کورس کو تفصیلاً آگاہ کیا اور خدام الاحمدیہ کے جملہ امور کو درست انداز سے سرانجام دینے کی مؤثر تراکیب بتائیں۔

7 فروری بروز جمعہ کو ریفریشر کورس کے دوسرے اجلاس کی کاروائی شروع ہوئی۔ بقیہ شعبوں کے مہتممین کی تقاریر کے ساتھ نماز جمعہ سے قبل ہی دوسرے اجلاس کی دلچسپ اور پر علم کاروائی اختتام پذیر ہوئی۔ اختتامی دعا محترم نائب صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان نے کرائی اور یوں علاقہ سرگودھا کا یہ ریفریشر کورس بخیر و خوبی انجام پذیر ہوا۔ فالحمدللہ بعد میں علاقہ سرگودھا سے شامل ہونے والے تمام عہدیداران کی ایک میٹنگ قائد صاحب علاقہ سرگودھا

مکرم صفدر علی صاحب وڑائچ کی زیر صدارت لائبریری ہال میں ہی منعقد ہوئی جس میں علاقہ کے اہم پروگرام ترتیب دیئے گئے۔

فری میڈیکل کیمپ: ضلع سرگودھا کی طرف سے 9 چک پنیار میں ایک فری میڈیکل کیمپ منعقد کیا گیا جس میں دو ڈاکٹر اور تین ڈسپنسر شامل تھے۔ اس میں 256 مریضوں کو چیک کیا گیا اور مفت دوائی فراہم کی گئی۔

ضلع حیدر آباد

دوران ماہ ستمبر خدام کا ضلعی اجتماع ہوا اجتماع سے قبل وقار عمل ہوا۔ جس میں 36 خدام اور 16 اطفال شریک ہوئے اس میں مقام اجتماع کی صفائی کی گئی اجتماع میں 150 خدام 76 اطفال 155 نصار اور 17 غیر از جماعت احباب نے شرکت کی۔ مختلف علمی و ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔ نماز تہجد با جماعت ادا کی گئی جس میں 150 خدام و اطفال نے شرکت کی۔ اجتماع میں مرکزی وفد نے محترم صدر صاحب کی قیادت میں شرکت کی اور خطاب فرمایا۔ اجتماع کے موقع پر صنعتی نمائش بھی لگائی گئی تھی اور مختلف سٹال بھی اجتماع کی رونق میں اضافہ کر رہے تھے۔

سائیکل سفر

مجلس خدام الاحمدیہ یارو والا ضلع مظفر گڑھ نے فروری کے مہینہ میں ہفتہ صحت جسمانی کے تحت ایک سائیکل سفر کا اہتمام کیا۔ 26 کلو میٹر کے اس سفر میں 9 خدام شامل ہوئے۔

درخواستِ دعا

اسیرانِ راہِ مولیٰ عرصہ دراز سے محض للہ قید و بند کی صعوبتوں میں مبتلا ہیں نیز ان کے جملہ لواحقین محض اس وجہ سے پریشانیوں اور مشکلات میں ہیں۔

احبابِ جماعت سے درخواست ہے کہ اپنے ان اسیر بھائیوں کو اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھیں اور اسیران کے جملہ عزیزان کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ انہیں ان پریشانیوں اور ابتلاؤں سے جلد نجات دے۔ (قیادت خدام الاحمدیہ ضلع ساہیوال)

ولادت

(۱) مکرم حسین احمد صاحب محسن کارکن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے ۲۷/۴/۹۲ کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچے کا نام حسان احمد عطا فرمایا ہے۔

نومولود مکرم ڈاکٹر محمد احمد صاحب محلہ دار النصر شرقی ربوہ کا پوتا اور اسمٰعیل اختر صاحب فوٹوگرافر ربوہ کا نواسہ ہے۔

(۲) مکرم عبد القیوم صاحب کارکن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ۹/۴/۹۲ کو بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام فضل الرحمٰن رکھا گیا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری عبد الحمید صاحب محلہ دار الیمن شرقی کا پوتا اور مکرم چوہدری نور محمد صاحب محلہ دار الیمن وسطی کا نواسہ ہے۔

احبابِ جماعت سے ہر دو بچوں کی صحت و سلامتی اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

(مینیجر)

Monthly **KHALID** Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

REGD. NO. L. 5830 *Editor. SAYYED MUBASHIR AHMAD AYAZ* May, 1992